Hindu Jati Seva
By Ram Rakha Mal 1968 G.K.V.

1255
1256
1257
1258

5 भाग
पुस्तकें

ہماری بے حسی ہے تصویر قوم کہ جیتے ہی مرتے دیکھ لیں

ہندو جاتی سیوا سلسلہ نمبر ا کی رپورٹ کارروائی

و
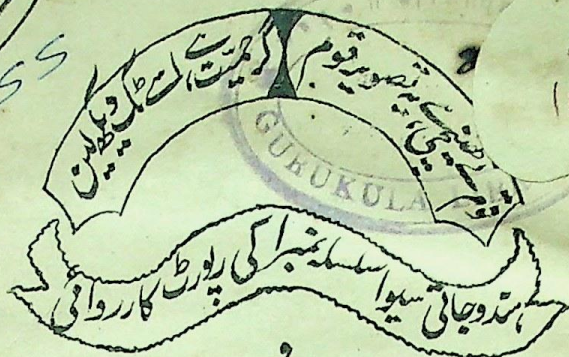
نتیجہ تحقیقات سوالات

(۱) ہندو کیوں کم ہو رہے ہیں؟

(۲) اسکا کیا علاج ہے؟

(۳) علاج کون اور کب شروع کریگا؟

(۴) ورنہ بے توجہی کا نتیجہ کیا ہوگا؟

مُرتبہ و مؤلفہ

رام رکھا مل بھنڈاری وکیل و منتظم بریچند گنج وغیرہ

نرائن داس پوری انسپکٹر مدارس

فرید کوٹ

سمت ۱۹۶۵ — ۱۹۰۸ع

(مفید عام پریس لاہور)

نیاز مند

اپنے برادر بزرگوار لالہ ہرجی رام جی بھنڈاری پلیڈر

چیف کورٹ فیروزپور کی خدمتمیں انکی صاف دلی، سادگی،

نیک نیتی، امن پسندی، شردھا بھاؤ، قبیلہ پروری، اور جو

احسان مجھ پر کئے۔ اُن کی

ادائے شکر گذاری میں

ہندو جاتی سیوا کے متعلق اپنی یہ پہلی ناچیز کوشش

نہایت ادب سے ارپن کرتا ہے

داس رام رکھا مل بھنڈاری

عرض مدعا

کچھ عرصہ ہُوا ۔ موڈرن ریویو کے ایڈیٹر صاحب کی قلم سے نکلا ہُوا "ہندوؤں کی تعداد" پر ایک مضمون میری نظر سے گذرا ۔ اسمیں سرکاری کاغذات کی بنا پر جتلایا گیا ہے ۔ کہ عرصہ دس سال میں ۰۰۰۰ ۶۶ ہندو گھٹ گئے ہیں ۔ جیسا کہ پمفلٹ موسومہ "ہندو قوم زندہ رہیگی اور کیونکر" کے پڑھنے سے روشن ہوگا ۔ میں پہلے سے ہی اس مسئلہ کے بچار میں غمناک رہتا تھا "موڈرن ریویو" کا یہ پیغام سچ مچ چونکا دینے والا تھا ۔ بقولیکہ

سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہُوا

میں اپنی معمولی حیثیت میں بھی زوال قوم ہنود کے ضروری مسئلہ کے حل کیواسطے طیار ہوا ۔ میں دیکھتا تھا ۔ کہ دنیا کی زندہ اور سمجھدار قومیں جہاں علم و ہنر میں مردہ اور بے سمجھ قوموں سے آگے بڑھ رہی جا رہی ہیں ۔ وہاں ترقی تعداد میں بھی کچھ کم کوشاں نہیں ۔ ادھر ہم ہیں کہ تعداد افراد قوم کے سوال کو کسی توجہ کا مستحق ہی نہیں سمجھتے ۔ ہاں اپنی قابلیت کا بڑا حصہ یا تو دقیق فلسفیانہ مسئلوں کی ناکار آمد چھیڑ چھاڑ اور یا بیہودہ نویسی و موہوم مضامین پر لکچر دینے میں خرچ کر دیتے ہیں ۔ حالانکہ میرا خیال بلکہ یقین ہے کہ اس مسئلے اور اس کے حل کیلئے ہندو قوم کی سب سے پہلی توجہ درکار ہے ۔ میرا یہ بھی یقین ہے کہ بہت کم ہندوؤں کو اپنی کمی تعداد کا علم ہے ۔ اس لئے ہمارے سامنے یہ ایک بڑا بھاری کام ہے ۔ کہ اول تو قوم کو جتلایا جاوے کہ جہاں اور قومیں بلحاظ تعداد ترقی کر رہی ہیں ۔ وہاں ہندو دن بدن کم ہو رہے ۔ اور روزانہ کمی کا نتیجہ یہ ہوگا ۔ کہ قوم ایکدن ختم ہو جائیگی ۔ جیسا کہ غافل قوموں کے نابود ہو جانیکی تاریخ گواہی دیتی ہے ۔ دوسرے یہ کہ اس کمی کے کیا کیا سبب ہیں ۔ اور تیسرے یہ کہ اس کا علاج کیا ہے ۔ جو ذریعے ان امور کو قوم کے

گوشہ زن کرنے کے لئے اختیار کئے جانے ضروری ہیں - ان پر خرچ درکار ہے جسکے
لئے میں نے ایک رقم مخصوص کردی ہے +

چنانچہ

آزمایشاً اس بارہ میں مضامین لکھنے کے واسطے معمولی ابتدائی انعامات پیش کئے گئے
اور ۲۳-۲۴- جنوری ۱۹۰۸ء کے اخبارات میں اشتہار شائع کیا گیا:-
یہ میری معمولی ابتدائی کوشش محض اس غرض سے ہے کہ ہندو قوم کی تمام خرابیوں کا ہندوستان
کے تمام حصوں کے خیرخواہان قوم - لایق معززین کی قلم سے نکلا ہوا خاکہ قوم کی خدمت میں پیش کردن
تاکہ سبھائیں اور سوسائیٹیں جو سدھار کے کام میں لگی ہوئی ہیں - وہ اپنے مقررہ کام کے ساتھ ساتھ
ان خرابیوں میں سے اس قدر کو جو ان کے امکان میں ہوں - دور کرنیکی سر توڑ اور لگاتار کوشش
جاری رکھیں - اور ہر ہندو بھائی اپنی زندگی میں ان خرابیوں یا ان علاجوں میں سے کسی ایک
کے متعلق کوئی نہ کوئی عملی کام کرنا اپنا فرض سمجھے :-

اشتہار کا مضمون حسب ذیل تھا

ہندو جاتی سیوا کے سلسلہ نمبر (۱) میں پچھتر (۷۵) روپیہ کے پانچ

انعام

پچیس ۲۵ روپیہ کا ایک انعام سب سے عمدہ مضمون کے لئے
پندرہ ۱۵ پندرہ روپیہ کے دو انعام دوسرے درجہ کے دو مضمونوں کے لئے
دس دس روپیہ کے دو انعام تیسرے درجہ کے دو مضمونوں کے لئے
ان بھائیوں کو بطور شکرانہ دیئے جائینگے جو مضمون ذیل پر زیادہ سے زیادہ دو صفحہ فلسکیپ کے
بحروف خوشخط عام فہم اور سادہ انگریزی اردو ہندی یا گورمکھی میں لکھکر آخر اپریل ۱۹۰۸ء
تک میرے پاس بھیجینگے - اور ہندو قوم کی زندگی و موت کے اس سوال کے حل میں حصہ لے کر
دنیا و عاقبت کی راحت و ثواب کے حصہ دار بنینگے - مضمون زیر غور یہ ہے -
سرکاری کاغذات مردم شماری سے نتیجہ ہوتا ہے - کہ جہاں ۱۸۹۱ء
میں ایک سینکڑا ہندو تھے - وہاں ۱۹۰۱ء میں ۳ و کم ہو کر ۷۲ ۹۸

رہ گئے ہیں۔ حالانکہ اسی دس سال کے عرصہ میں مسلمان اور عیسائی
بھائی سَو کی جگہ ۱۰۹ سے لیکر ۱۲۳ تک بڑھ گئے ہیں۔ ہندوؤں
میں اس روزانہ کمی کے کیا سبب ہیں۔ اُن کا کیا علاج ہے یہ
علاج کس کے ہاتھ میں ہے۔ کب اور کون شروع کریگا۔ اور
بصورت کچھ نہ کرنے کے یہ کمی ہندو جاتی کا ناش تو نہ کریگی؟"

پڑتال مضامین اور تجویز انعامات کا کام بہ سرپرستی جناب سردار بہادر رسالدار پرتاب سنگھ صاحب ای۔ اے۔ سی۔ پریزیڈنٹ کونسل ریاست فریدکوٹ تین لائق اور معزز اصحاب کی کمیٹی نے بخیال حُب قومی مفت کر دینا منظور فرمایا ہے۔ قوم کے ہر بچہ کا فرض ہے۔ کہ اس سوال کی طرف توجہ دیکر اس قدیم عالیشان مگر اب گری ہوئی قوم کو بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور حصہ لے۔ عمدہ مضامین معہ فہرست اسماء ان اصحاب کے جو معمولی سے معمولی مضمون بھی بھیجکر یا اور طور پر حصہ لیں گے۔ چھپوا کر ہندو قوم کی توجہ اور اطلاع کے لئے مفت شائع کئے جائینگے۔ اس لئے ہندو اخبارات سے خصوصاً اور دیگر معزز دیش پسند اخبارات سے عموماً عرض ہے۔ کہ وہ اپنے اخبارات میں بخیال مروت قومی و امداد باہمی اس عرضہ کو چھاپ کر اس نیک کام میں حصہ لیں:۔ فقط

نیازمند
رام رکھا مل

چنانچہ اصحاب ذیل "ہمدردان قوم" نے عمدہ مضمون اپنا بیش قیمت وقت خرچ کرکے لکھے۔ اور کمیٹی میں بھیجے:۔

(۱) ڈاکٹر گنگا رام صاحب بازار سید مٹھا لاہور (۲) بابو ایم۔ ایل پانڈے اودیا دھیاسے صاحب رائے بہادر میلا رام کمپونڈ بھاٹی دروازہ لاہور (۳) لالہ سوہن لال صاحب محرر سررشتہ صفائی بلند شہر مرادآباد (۴) لالہ ہریچند صاحب ہیڈ ماسٹر بورڈ سکول چونیاں ضلع لاہور۔ (۵) لالہ پرمانند صاحب عرائض نویس کبیروالہ۔ ضلع ملتان۔ (۶) بابو ہیرا لال صاحب کپتا مٹوں سٹریٹ رڑکی ضلع سہارنپور (۷) لالہ دیبی شنکر صاحب چھچھی ہٹہ کوچہ مدی شاہ لاہور (۸) لالہ بنواری لعل صاحب سٹلمنٹ آفیسر مرادآباد (۹) لالہ بھولا ناتھ صاحب منیجر کوٹھی لعل چند موتی رام ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور۔ (۱۰) لالہ دیودت صاحب اوجھا گلی یانار۔ بھردچی لاج۔ لاہور (۱۱) لالہ سری کرشن صاحب معرفت لالہ شونرائن صاحب بی۔ اے۔ پلیڈر امرتسر (۱۲) لالہ جیارام صاحب سرنہ

وثیقہ نویس ملتان شہر (۱۳) لالہ فقیر چند صاحب اتالیق صاحبزادہ لالہ ٹھاکر داس صاحب کنٹر کٹر ڈنڈوٹ

کالیری۔ ضلع جہلم (۱۴) لالہ گوروتا رام صاحب چوگھ ددیال رتھی گڈھ مہاراجہ ضلع جھنگ (۱۵) بابو

کانجی گوردھن داس بدھ دیو طالب علم کاٹھیاوار ہائی سکول جماعت ہفتم اے راجکوٹ بیدی گیٹ

(۱۶) پنڈت دسودر لعل صاحب سیم قانونگو بندوبست حصار (۱۷) لالہ سالگرام صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی

میونسپل کمیٹی بفہ ضلع ہزارہ (۱۸) سردار گلاب سنگھ صاحب سٹوڈنٹ میڈیکل کالج لاہور (۱۹) سردار وزیر سنگھ صاحب

معرفت لالہ بیجناتھ صاحب پلیڈر حصار (۲۰) لالہ رام کشن صاحب سیکنڈ ماسٹر سٹیٹ سکول سامانہ

ریاست پٹیالہ (۲۱) شیخ محمد عبدالمجید صاحب محلہ کھتریان ٹوہانہ ضلع حصار (۲۲) بابو ہریدت صاحب گپتا

پرانا بازار ہاپوڑ (۲۳) پنڈت گور سہائے اگنی ہوتری معرفت پنڈت مکٹ پرشاد۔ پوایلم ضلع شاہجہانپور۔

(۲۴) ایک طالب علم x معرفت لالہ کرپا شنکر صاحب امرتسر مغل گیٹ (۲۵) بابو ہری رام صاحب معرفت

پنجاب برادر کمپنی کراچی (۲۶) لالہ زور آور چند صاحب کوچہ ٹھاکر اے اندرون بھاٹی دروازہ لاہور (۲۷)

سردار بے سنگھ صاحب معرفت سردار ہری سنگھ صاحب راولپنڈی شہر (۲۸) سردار ارجن سنگھ صاحب

کلرک دفتر کنٹرولر صاحب اکونٹس برانچ راولپنڈی (۲۹) لالہ خوشیالی رام صاحب ورما سٹیشن ماسٹر

مٹھری ضلع سبی بلوچستان (۳۰) لالہ پرمیشوری داس صاحب حویلی جگل کشور چاندنی چوک۔ دہلی

(۳۱) لالہ باوادتا صاحب معرفت رالی برادرس ایجنسی ہانسی (۳۲) لالہ رام بہادر لعل صاحب خلف منشی رام

نراین صاحب محلہ چاہ کنکر بالنس بریلی (۳۳) منشی سمپار چند صاحب ملازم پنڈت راجندر پرشاد بی۔ اے

وکیل مظفر گڈھ (۳۴) لالہ راجچند صاحب تھرڈ مڈل کلاس بھٹہ ڈبل اینٹ متصل یکہ خانہ ڈاک خانہ

ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور (۳۵) لالہ رام بہاری صاحب درجہ ہفتم سکول آریہ سماج بریلی (۳۶) لالہ گوگل چند

صاحب عرضی نویس درجہ اول صدر نورپور ضلع کانگڑہ (۳۷) لالہ لچھمی سہائے ولد مہتہ بھاگ رائے

کمالیہ ضلع منٹگمری (۳۸) لالہ حضوری لعل صاحب لدھیانہ (۳۹) لالہ راجی مل صاحب بھسین کھتری

دوکاندار ہاف لانگ بازار ضلع کھاڑ آسام بنگال ریلوے (۴۰) لالہ چاننی رام صاحب ہفت زبان

معرفت پنڈت جوتی رام صاحب ٹیلیفون ماسٹر پٹیالہ (۴۱) لالہ گوبند رام صاحب کوچہ میونسپل کمشنر

چونیاں ضلع لاہور (۴۲) جگت رام صاحب سیکنڈ ماسٹر چھاؤنی فیروزپور سکول (۴۳) سردار

مہیا سنگھ صاحب ڈاکٹر ہاسپٹل سیکر راجپوتانہ (۴۴) لالہ برکت رام صاحب مہاجن چک نمبر ۳۰

ضلع لائلپور۔ نو آبادی چناب (۴۵) لالہ رگھبیر دیال صاحب محلہ قانونگویان مرادآباد (۴۶) لالہ رام

کرشن صاحب بھنڈاری ممبر آریہ سکول ہوشیارپور (۴۷) بخشی بالمکند صاحب چھبر بازار تلواڑان

راولپنڈی شہر (۴۸) پنڈت بدری دت صاحب شرما اپدیشک آریہ سماج ٹھنڈی سڑک کانپور

(۴۹) سردار کشن سنگھ صاحب بنگہ بند دانہ۔ جنگ برانچ۔ ضلع گجرانوالہ (۵۰) بابو شیو دیال سنگھ صاحب

سب اوورسیر نہر جمن غربی موجودہ تنتپانی موضع کلائت تحصیل نروانہ ریاست پٹیالہ (۵۱) لالہ گنپتی لعل
صاحب ولد لالہ ہمت رائے رئیس ہٹور تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ (۵۲) لالہ لچھمنداس صاحب بھاٹیہ
کمپونڈر شفاخانہ شرق پور ضلع لاہور (۵۳) بابو رادھاکشن صاحب مودگل کوچہ پیپل وہڑہ کلرک اگزامینرز
آفس ایف گڈس سیکشن لاہور (۵۴) لالہ جوالا پرشاد صاحب سہارنپور (۵۵) لالہ جگو پال صاحب مدرس
مدرسہ سیر بگلہ تحصیل کوہ مری (۵۶) بابو دیوی چند صاحب سگنیلر پرتاب گرل سکول فرید کوٹ (۵۷)
بابو کرم سنگھ صاحب کلرک محلہ میاں قطب الدین راولپنڈی (۵۸) لالہ ہرچند صاحب بانجھ سکرٹری
کھتری کانفرنس سنٹرل کمیٹی لاہور (۵۹) لالہ گھنیا لعل صاحب مدرس مدرسہ چرک ڈاکخانہ خاص ریاست
کلسیہ تحصیل موگا (۶۰) لالہ ہری چند صاحب سب اوورسیر انڈس رائٹ بلک سروے سبھر (سندھ) (۶۱)
بابو منشی رام صاحب شرما ہیڈ ماسٹر انگریزی سکول نکوڑ ضلع سہارنپور (۶۲) بابو تارا چند صاحب
پوسٹ ماسٹر گورداسپور حال رخصتی ہٹور ڈاکخانہ رائیکوٹ ضلع لدھیانہ (۶۳) بابو مدن لعل صاحب
کپور انسپکٹر آف ورک ین ڈبلیو ریلوے محلہ سہلیاں سوتر منڈی لاہور۔ (۶۴) ڈاکٹر جوتی
شرما پشور کھشک وودیارتھی معرفت رائے شیو ناتھ صاحب ایگزیکٹو انجنیر ملتان (۶۵) بابو گنھیا لعل صاحب
شرما وکیل بٹھنڈہ ریاست پٹیالہ (۶۶) لالہ ہیرانند صاحب قوم کھیترپال سکنہ دھریمہ ضلع شاہ پور (۶۷)
بابو بیجناتھ صاحب بھگواڑہ ریاست کپورتھلہ (۶۸) بابو امیچ رائے۔ ایس۔ ڈی ہائی سکول ہوشیارپور
(۶۹) پنڈت گھنشیام شرما صاحب۔ راج سکول شاہ پور میواڑ (۷۰) ڈی۔ آر۔ رائے بی۔ ایم (زمیندار)
بودھک ضلع یوتمل برار (۷۱) پنڈت دیوید تال صاحب سابق سپروائزر سکنہ موضع سلوی تحصیل
پنڈ دادنخان (۷۲) سردار ہرنام سنگھ صاحب گرداور قانونگو حلقہ سانگی تحصیل رہتک (۷۳) لالہ
کرتا رام صاحب ریجو یہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ۔ (۷۴) لالہ مولچند صاحب شرما آریہ ویدبھیاشی ضلع
ہردوئی (۷۵) لالہ راموں لعل صاحب مقام کھونڈ ضلع جالون (۷۶) باوا رام پرشاد صاحب اُداسی
حال بازار کٹرہ کنگلیاں دھرمسالہ بابا سردیپ داس جی امرتسر (۷۷) ڈی رپانند صاحب جیٹی سی۔ سی۔ ڈبلیو
اٹک (۷۸) پنڈت کشنانند صاحب جوتشی ڈسٹرکٹ سکول مرادآباد (۷۹) لالہ سنجو رام صاحب دیکھت
دید رتن مظفرنگر (۸۰) بابو بلدیو پرشاد صاحب ماسٹر راج سکول شاہ پور۔ راجپوتانہ۔ میواڑ۔
(۸۱) پنڈت گنپت تنکیت سوامی سابق سٹور کیپر۔ بی۔ این۔ آر نین پور ضلع منڈلا۔ ممالک متوسط (۸۲)
سنت سورج سنگھ جی اپدیشک معرفت سنگھ سبھا لانڈھے۔ ایبریہا۔ (۸۳) لالہ گووند سہائے صاحب رما
دہرہ اگزامینر دفتر اکونٹنٹ جنرل کشمیر سرینگر (۸۴) لالہ پرکاش چند صاحب شرمن معرفت شانتی
آشرم گجرات (۸۵) لالہ دیویدیال صاحب کھتری پاسی رائے کوٹ لودھیانہ (۸۶) لالہ گلزاری لعل
صاحب جج رئیس ازقاضی پہاڑ تحصیل ضلع سیالکوٹ (۸۷) مہتہ حاکم سنگھ صاحب ڈاکٹر ڈسکہ سیالکوٹ

(۸۸) پنڈت ہرسروپ صاحب پھاٹک سپروائزر قانونگو۔ نواب گنج بریلی (۸۹) پنڈت شودرشن صاحب بی۔اے کوچہ پٹواریاں فیروزپور شہر (۹۰) لالہ تیج وبل صاحب۔ایم۔کے اوورسیر جیری ٹی فنڈ جیکب آباد (سندھ) (۹۱) لالہ شام لال صاحب بٹالوی ہیڈ ماسٹر آریہ سکول حصار (۹۲) لالہ الیشور داس صاحب پرمٹ دے انسپکٹر مردان ضلع پشاور (۹۳) لالہ ٹی۔ر۔دی صاحب کشیپ مینیجر آریہ مسافر آگرہ (۹۴) لالہ گردھاری لعل مکھیانہ سکول ضلع جھنگ (۹۵) لالہ کرپا رام صاحب کلرک ڈپٹی کمشنر جھنگ (۹۶) لالہ رادھاکشن صاحب مہتہ مینیجر سنٹرل جیل پریس لاہور (۹۷) لالہ گھسو لعل صاحب ہائی سکول ایبٹ آباد (۹۸) پنڈت دشنودت صاحب شرما ہائی سکول انبالہ (۹۹) لالہ دلارام صاحب گرداور قانونگو داکھ لدھیانہ (۱۰۰) لالہ ساگر چند صاحب چوپڑہ بی۔اے بلب گڈھ (۱۰۱) لالہ رامچند صاحب اوورسیر پبلک ورکس اجمیر (۱۰۲) دال جی گووندجی از راجکوٹ ضلع کاٹھیاوار (۱۰۳) منشی سردار سنگھ صاحب شرما مینیجر پیستکالہ حصار (۱۰۴) مادھو داس صاحب پوری از ہمیرپور ضلع کانگڑہ (۱۰۵) لالہ جیت ناتھ صاحب ہیڈ ماسٹر راولپنڈی کنٹونمنٹ (۱۰۶) پنڈت تلسی رام صاحب بی۔اے ہائی سکول گوجرانوالہ (۱۰۷) لالہ شنکر داس صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ امرتسر کٹڑہ پرجا (۱۰۸) لالہ سنت رام صاحب طالب علم مشن ہائی سکول گجرات سٹیز سپیشل (۱۰۹) بابو اجیت کمار صاحب بنترجی چونی لعل بلاک جنگر محلہ لاہور (۱۱۰) لالہ نتھو لعل صاحب خلف امیر سنگھ دیش ساکن جیولہ ڈاک خانہ کھاتولی مظفرنگر (۱۱۱) مسٹر مگن لعل رنجیت لعل صاحبان مہتہ از احمدآباد احاطہ بمبئی۔

کمیٹی انتخاب نے اپنی کارروائی کی رپورٹ مندرجہ ذیل چٹھی کے ذریعے اخبارات میں چھپوا دی:-

از کمیٹی انتخاب مضامین

۱۸۔ مئی ۱۹۰۶ء

نتیجہ انعامی مقابلہ

ہندو جاتی سیوا کے سلسلہ میں صہ روپیہ کے انعام "ہندو قوم کی زندگی و موت" کے سوال پر مضامین کے لئے بابو رام لکھا مل جی بھنڈاری وکیل و سکرٹری میونسپل کمیٹی فریدکوٹ

نے دینے مشتہر کئے تھے۔ ان کے متعلق ۱۱۱ عمدہ عمدہ مضامین انگریزی، اردو، ہندی، گورمکھی میں برہما۔ بلوچستان۔ آسام پنجاب کاٹھیاوار۔ ممالک متحدہ۔ برار۔ سندھ وغیرہ سے موصول ہوئے ہیں۔ سردار بچیتر سنگھ صاحب افسر مال، ماسٹر بدھاوا رام صاحب بھنڈاری و ماسٹر نرائن داس پوری، ممبران کمیٹی نے زیر نگرانی سردار بہادر رسالدار پرتاپ سنگھ صاحب۔ ای۔ اے سی پریزیڈنٹ کونسل ریاست فریدکوٹ مندرجہ ذیل اصحاب کے مضمون باتفاق رائے قابل انعام دئیے ہیں:۔

درجہ	انعام		
درجہ اول	عـــہ		مضمون ہندی از پنڈت راجچند صاحب شرما ادورسیر آبو
	عـــہ	″	انگریزی بابو جیت ناتھ صاحب ہیڈ ماسٹر ڈینس سکول چھاؤنی راولپنڈی
درجہ دوم	لعہ	″	اردو از لالہ سنت رام صاحب طالبعلم سینئر سپیشل مشن سکول گجرات
	لعہ	″	انگریزی لالہ تلسی رام صاحب سیکنڈ ماسٹر خالصہ سکول گوجرانوالہ
	لعہ	″	اردو لالہ شام لعل صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول حصار
	لعہ	″	انگریزی بابو اجیت کمار صاحب بنیرجی چنگڑ محلہ لاہور:۔
درجہ سوم	صہ	″	اردو از ڈاکٹر شنکر داس صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کٹڑہ پرجا امرتسر
	صہ	″	اردو پنڈت وشنو دت صاحب شرما اینگلو سنسکرت سکول انبالہ شہر
	صہ	″	انگریزی پنڈت شو درشن صاحب بی اے کوچہ بٹوا بیان فیروزپور شہر
	صہ	″	اردو لالہ نتھو لعل صاحب موضع جبولہ ڈاکخانہ کھتولی ضلع مظفر گڈھ

جو مضامین مساوی قابلیت کے پائے گئے ان میں بایں خیال کہ کوئی مستحق صاحب محروم نہ رہجا دیں درجہ متعلقہ کا انعام نصفا نصف تقسیم کردیا گیا ہے۔ انعام دہندہ صاحب مضمون نگاران اور حسب ذیل صاحبان اخبار کا جنہوں نے انعامی اشتہار کو اپنے اخباروں میں شائع فرمایا ہے۔ یا خاص طور پر نوٹ تحریر فرمائے ہیں۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان اردو۔ ہندوستان انگریزی، پنجاب سماچار۔ ٹریبیون۔ اخبار عام۔ آریہ گزٹ۔ آریہ پتر کا سیوک۔ علاوہ ان اخبارات کے جن دیگر اخباروں نے اس انعامی اشتہار کے چھاپنے یا دیگر طور پر نوٹس لینے میں مدد دیکر ہندو قوم کی خیرخواہی کا ثبوت دیا ہے۔ ان کے نام معہ اسماء مضمون نگاران ہمدردان قوم کے زمرہ میں درج ہونے ضروری ہیں۔ اسواسطے وہ اخبارات یا دیگر اصحاب ایسی سب اخباروں کا پتہ دیں۔ تاکہ ہندو قوم کو اپنے محبان کا پتہ لگے۔ اور ان کی مدد کرنا فرض سمجھے اور وہ قدرشناسی کیوجہ سے زیادہ خدمت کرنے پر کمربستہ ہوں۔ اور باہمی امداد سے یہ سوال حل ہو سکے۔ جیسے کہ انعام دہندہ صاحب کا ارادہ دیگر انعامات دینے سے اس سوال کو ہندو قوم کے زیر غور کرنے کا ہے۔ ویسے ہی اخبار داں اصحاب بھی اسے تازہ رکھیں۔ تمام مضامین موصولہ سے پسندیدہ خیالات اور قابل توجہ امور کا خلاصہ معہ فہرست اسماء تحریر کنندگی اصحاب

واخبارات کے ناموں اور آئندہ انعامات تمغہ جات ملنے کی شرائط چھاپ کر مفت ہندو قوم میں تقسیم کیجائینگی - ایک ایک کاپی ہر مضمون نگار اور اخبار کی خدمت میں نذر کیجائیگی - سب بھائیوں نے اعلےٰ مضامین لکھے ہیں - اور حب قومی کی غرض سے نہ کہ انعام کی خاطر - افسوس ہے - کہ سناتن ہندو بھائی صاحبان کیطرف سے اُن کے فرائض کی ادائیگی و اہمیت سوال کے مقابلہ میں بہت کم حصہ لیا گیا ہے - فرداً فرداً ہر صاحب سے خط و کتابت بہت مشکل ہے - معزز ایڈیٹر صاحبان اخبارات مہربانی کر کے مندرجہ بالا کو اپنے پرچوں میں چھاپ کر ممنون فرما دیں - انعامات آج ہی بذریعہ منی آرڈر بھیجدئے گئے ہیں -

"معزز اخبارات ذیل نے اس سوال کے حل میں قوم کی بہتری کے خیال سے مدد فرمائی ہے - اُن کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور انکی مدد کرنا قوم کا فرض ہونا چاہئے"

(۱) اخبار ہندوستان (انگریزی) زیر ایڈیٹری شریمتی سرلا دیوی چودھرانی صاحبہ بی-اے (۲) ٹریبیون لاہور (۳) آریہ گزٹ لاہور (۴) ہندوستان لاہور (اردو) (۵) پنجابی بہن فیروزپور گورمکھی (۶) پنجاب سماچار لاہور (۷) سیوک حصار (۸) اخبار عام (۹) راجپوت گزٹ (۱۰) آریہ درپن شاہجہانپور (۱۱) آریہ پترکا لاہور

دربارہ چھپوائی و تقسیم مضامین منتخبہ

عرض ہے کہ ہر بھائی نے اپنے اپنے خیال کے مطابق مضمون زیر بحث پر قابلیت سے بحث کی ہے - جہاں کسی بھائی نے دس عمدہ نکتے تحریر فرمائے ہیں - کوئی ایک اہم امر نظر انداز کر دیا ہے - برعکس اس کے بعض معمولی مضامین میں بھی کئی اعلےٰ خیالات ظاہر ہوئے ہیں - پس جو ارادہ پہلے تھا کہ صرف ایک دو مضامین چھپوا کر تقسیم کئے جاویں - اسکی تکمیل ایسی صورت میں محال نظر آئی حسب مشورہ کمیٹی و بخیال حق رسانی جملہ مضمون نگاران کے تمام مضمونوں سے عمدہ عمدہ خیالات لیکر اور اسمیں خود ضروری کمی بیشی کر کے ہندوستان کے ہر حصہ کے بھی خواہان ہندو قوم کی رائیوں کا مجموعہ خلاصہ ذیل کی شکل میں ہندو پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے - امید ہے کہ ہر ہندو بھائی ان میں سے کسی ایک نہ ایک پہلو کے

متعلق کچھ نہ کچھ عملی کوشش کا اظہار کر کے قوم کو زیر بار احسان کریگا۔ لالہ ہیرالعل صاحب بہار گوا
سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات حلقہ ملتان نے مالی مدد دینے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ وہ کسی اور قومی
کام مین صرف کرین۔ انکا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض ہے کہ اس کام کے متعلق تمام خرچ مین نے
اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ مصروفیت کاروبار کی وجہ سے خط و کتابت و چھپوائی مین بہت ہی دیری ہو گئی
ہے۔ مگر جب بعض طعن بھرے خط بھیجنے والے بھائیون کو یہ بتایا جاوے۔ کہ وکالت زمینداری
ساہوکارہ، ٹھیکہ داری، کارخانہ داری کی ذاتی منفعت کے کامون کے علاوہ سکریٹری کمیٹی مینجر
گرل سکول، مہتمم غلہ منڈی وغیرہ کے آنریری کام بھی مجھ جیسے دایم المریض کو کرنے پڑتے ہین
تو وہ ضرور معاف فرماوینگے۔ کیونکہ اگر لالہ ہنس راج داس صاحب بوری کی سنیپ روزنکی
مدد شامل حال نہ ہوتی تو مین یہ کام نہ نبھا سکتا ؛۔

خلاصہ مضامین

الف۔ ہندوون بدن کیون کم ہو رہے ہین

---

(۱) چھوٹی عمر کی شادی اس رواج سے لڑکے لڑکیون کی صحت خراب ہو کر اولاد نہین ہوتی۔ یا پیدا ہوتے ہی مرجاتی ہے۔ اگر زندہ رہے۔ تو بچے کمزور ہونیکی وجہ سے بچہ کو طرح طرح کی بیماریان لگ جاتی ہین۔ چونکہ چھوٹی عمر مین بچے زیادہ مرتے ہین۔ شادی شدہ بچہ کے مرجانے سے اولاد پیدا کرنیکا وقت نہین آتا۔ اور بدھواؤن کی تعداد بہت بڑھتی جاتی ہے۔ جسمانی کمزوری جو بچپن کی شادی کا نتیجہ ہے۔ ہندوؤن مین سب سے بڑی اور قابل توجہ مرض ہے۔ باوجود عقلمند، نیک چلن، وفادار، نیک نیت رعایا اور عمدہ ہمسایہ ہونے کے بھی ان کی کثرت تعداد کا کچھ لحاظ نہ کیا جاکر بے قدری کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین اور بدنامی کا نشانہ بن رہے ہین۔ اور قوم کی قوم دن بدن، بزدل، خودغرض، بے جان، اور آیندہ اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہوتی جاتی ہے :۔

(۲) شادی بیوگان کا رواج نہ ہونا بڑی عمر کی بدھواؤن کو چھوڑ کر بال بدھواؤن کی بھی شادی نہ ہونا نسل بڑھانے اور بدھواؤن کے نیک چلن اور اپنے مذہب مین رہنے مین بڑی بھاری روکاوٹ ہے۔ ہندوؤن سے تعلق ناجائز ہونے پر حمل گراتی ہین

مسلمانون سے تعلق ہونے پر دہرم سے پتت ہوکر انکی تعداد کو بڑہاتی ہین۔ جو نیک چلن رہتی ہین۔ وہ سوکھی شاخ کی طرح نشپھل عمر گذار دیتی ہین۔ جبکہ کنواری لڑکی کو دوسرے شخص کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے۔ تو بدھوا یا بال بدھوا کو اسیطرح بیاہ دینا کہان کی برائی ہے۔ رواج وہ ہے جو چند آدمی اختیار کرلین۔ بال بدھوا بواہ کا رواج جاری کرنا بدھوا کو دُکھ سے بچانے اپنی عزت قائم رکھنے قوم کو بڑہانے۔ اپنے کنوارے بھائیون کا گھر بسانے۔ اور موجودہ خوفناک تعداد دو کرور بیوگان کو سکھی اور کارآمد بنانے کا سب سے سہل طریقہ ہے۔ ان بھائیون پر افسوس آتا ہے جو اپنی عزت برباد ہوتی۔ اپنا خاندان برباد ہوتا۔ حمل گرانے سے خون جیسا اپرادھ ہوتا کسی رشتہ دار کے نکل جانے سے جائیداد کی تباہی اور دہرم کی ہانی ہوتی دیکھکر بھی نہین سیکھتے۔ اور دل مین اس رواج کا جاری ہونا اچھا سمجھتے ہوئے بھی نہ تو خود جاری کرتے ہین۔ اور نہ دوسرون کو جاری کرنے کی ترغیب اور مدد دیتے ہین +

(۳) تبدیل مذہب — ہندو برادری کا میلان زیادہ تر برادری سے خارج کرنیکی طرف رہتا ہے۔ اول تو شامل کرتے نہین۔ اگر کرین۔ تو اُن سے سلوک برادری کا نہین کرتے۔ اس مد مین ہندو قوم مین خرچ ہی خرچ ہے۔ آمدن کی کوئی صورت نہین۔ کنوارے بدھوائین اور بے روزگار عموماً دوسرے مذہبون مین داخل ہو جاتے ہین۔ ہندو برادری کو اس درد کو محسوس کرنے کا مادہ ہی نہین ہے +

(۴) ملکی تعلیم — (الف) ہندوؤن مین ساری جسمانی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ اور ساماجک خرابیون کا باعث انکی بے علمی اور جہالت ہے دماغ اور دل کا اندھیرا اپنے اندر کی برائیون کو دیکھنے۔ اور اُنکا علاج کرنے نہین دیتا۔ جبکہ سَو مین سے دس پڑھے ہوئے ہون۔ تو نوّے کا ان پڑھ ہونا بہت کلیش کا باعث ہے +

(ب) ادھوری، ادھ رنگ اور غیر قومی پڑھائی سے دہرم ہین ہوکر دستکاری اور بیوپار کے کامون سے نفرت۔ اور نوکری کی خواہش پیدا ہو جانا، اپنی بربادی اور دوسرون کے پڑھنے مین ہرج کا باعث ہے +

(ج) استریون کا جاہل ہونا۔ بچون کی پرورش، انکے علاج، لباس، خوراک، مناسب ورزش، اور بڑھنے مین بہت نقصان دہ ہے۔ جسکی وجہ سے ہندوؤن کے بچے سب دوسری قومون اور ملکون سے زیادہ مرتے اور کمزور رہتے ہین۔ استریان خود بھی بیقدری، بے علاجی اور غلاظت کی زندگی بسر کرتی ہین۔

(د) برہمن، کھشتری۔ ویش اور شودر کا اپنے دہرم اور فرائض سے غافل ہو جانا جس سلسلہ

کے بگڑنے کے سبب سے روزگار اخراجات زندگی اور آسایش مین فرق آگیا ہے۔

(۶) بہت سی ذاتون اور گوتون اور انکی اونچائی نیچائی کا ہونا سارے بھائیون کی شادی نہین ہونے دیتا۔ اور بہت ہندو کنوارے رہتے ہین۔

(۷) ہندوؤن کا بیاہ پر زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ غریب ہندو سارے بلا شادی اور بلا اولاد مر جاتے ہین۔ اور اپنا دھرم دوسری قومون کے بڑھانے مین خرچ کرتے ہین یا ضائع کرتے ہین +

(۸) دختر فروشی

(۹) دختر کشی جو باوجود قانونی ممانعت کے بوجہ جہالت وبخیال اخراجات وبیجا گھمنڈ کے اب تک جاری ہے +

(۱۰) لڑکے لڑکی کی عمرون مین نامناسب فرق۔ گھر بھر مین ہمیشہ کے جھگڑے کا کارن ہوتا ہے بدچلنی بڑھتی ہے۔ اولاد پیدا نہین ہوتی۔ بوڑھون کے گلے جوان لڑکیان منڈھنے سے بیواؤن کی تعداد بڑھتی ہے +

(۱۱) لڑکیون کی بے قدری کی وجہ سے انکی پرورش اچھی نہین ہوتی۔ بہت ضائع ہو جاتی ہین۔ یا کمزور رہکر طاقت والی سنتان پیدا نہین کر سکتین۔ اور لڑکون کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے انکو لڑکیان نہین ملتین +

(۱۲) قحط سالی مین بےشمار یتیم اور بھوکی بدھوائین عیسائی بہکاتے ہین۔ جن کے بچانے کا ہندو کوئی خیال نہین کرتے +

(۱۳) بہت ہندو ساد ھو ناکارہ بے اصولی اور بلا شادی زندگی بسر کرتے ہین۔ جس سے نسل نہین بڑھتی۔ اور انکی بدکاری کا نتیجہ عموماً اسقاط حمل پر ختم ہوتا ہے۔ سادھو ہونے دینا یا تمام سادھوؤن کو پالنا بجائے فائدہ کے قوم کے واسطے بہت نقصان دہ ہے +

(۱۴) حفظ صحت کے اصولون سے لاعلمی اور لاپرواہی +

(۱۵) قومی خوراک کا بہت ادنے اور کمزور ہونا جو روپیہ جمع کرنے کے مناسب پیار کا نتیجہ ہے۔

(۱۶) روز بروز بڑھتی بے روزگاری اور ایک دوسرے کے لیئے ذریعہ معاش پیدا کرنے مین لاپرواہی +

(۱۷) گائے کشی ہو نیسے دودھ گھی کا جو ہندوؤن کی بہترین غذا ہے۔ عام طور پر میسر نہ آنا۔ اسوجہ سے مادہ تولید کا کم پیدا ہونا اور اولاد کا کمزور ہونا۔

(۱۸) ہندوؤن کے پیشے اکثر ایسے ہین۔ جنہین دن بھر ایک جگہ بیٹھے رہنے سے ہ ٹھ

پاؤن کم ہلانے پڑتے ہین - ورزش نہین ہوتی - اور جسم ناکارہ ہو جاتا ہے -

(۱۹) مردون اور عورتون کے لیئے ورزش کا کوئی باقاعدہ انتظام نہین - مردانہ کھیلون کا قومی رواج باشوق بالکل نہین - نہ ایسی کھیلین کبڈی، کشتی - سوینجی - گھدو کھونڈی گتکا کم خرچ اور زیادہ فایئدہ بخش ہوتی ہین +

(۲۰) قومی تیوہار - دوسہرہ دیوالی ہولی وغیرہ مین نکمی تبدیلیان - قومی تاریخ سے لاعلمی قومی بزرگون اور قومی طرز معاشرت سے لاپرواہی قوم کو جلدی جلدی بربادی کیطرف لیجا رہی ہین

(۲۱) یگانگت (بھراتری بھاؤ) نہ ہونے سے سب اپنی اپنی بہتری کرنے مین خودغرضی سے ایک دوسرے کا نقصان کرتے ہین - جسکا نتیجہ عام قومی بربادی ہے +

(۲۲) سرکاری کاغذات مردم شماری کی رو سے قریب دس کروڑ عورت اور ساڑھے دس کروڑ مرد ہین - دس کروڑ استری ہین سے دو کروڑ بدھوا ہین - اس طرح دو کروڑ بدھوا اور اڑھائی کروڑ آدمی کو کسی طرح سے اولاد پیدا کرنیکا موقعہ نہین ملتا - یہ بات ہندوؤن نے کبھی نہین سوچی -

(۲۳) بیماریون کی نسبت غلط خیالات، غلط علاج، بے علاجی، اچھے حکیمون کا نہ ملنا - یا حکیمون کی بجائے جھاڑ پھونک کرنے والے اور نیم حکیمون سے علاج کرانا اور علاج مین خرچ نہ کرنا +

(ب) علاج کیا ہے؟

(۱) پندرہ برس سے کم عمر لڑکی اور اٹھارہ برس سے کم عمر لڑکے کا بیاہ ہرگز نہ کرین :-

(۲) (الف) بدھواؤن کی عموماً اور بال بدھواؤن کی خصوصاً دوبارہ شادی کیجاوے - سوائے ان نیک بختون کے جو ہرگز نہ چاہین - بڑے بڑے لوگ اپنے گھرون سے یہ کارروائی شروع کرین - اور غریب بڑون کی طرف نہ دیکھین - بلکہ خود ابتدا کرین - کیونکہ بڑون کے لڑکے کنوارے نہین رہتے - اور رنڈوون کو کئی کنواریان مل جاتی ہین - اور بڑون کی بدھواؤن کے پاس گذارہ کافی ہوتا ہے - اگر غریب بدھوا رہ جاوے - تو چکی پیسی مرتی ہے - اور غریب رنڈوے یا کنوارے کا بیاہ نہین ہوتا - اسواسطے امیر خودغرضی سے اس رواج کو جاری نہین کرتے -

(ب) جو بدھوائین شادی نہ کرین - اُنکی زندگیان خاندان اور قوم کے واسطے مفید اور کارآمد

بنائے جانیکا انتظام ہونا چاہئیے۔

(۳) تبدیل مذہب کا علاج دھرمک سِکشا کا عام پرچار اور شُدھی کا جاری کرنا ہے۔

(۴) تعلیم قومی لازمی اور مفت ہونی چاہئیے۔ امیر اور دانی لوگ ایسے مدرسے جاری کریں۔ جابجا کنیا پاٹھ شالا قائم کی جاویں۔ جہاں نہ ہوں۔ وہاں پڑھے ہوئے باپ اور بھائی پڑھاویں +

(۵) ہر بھائی اپنے ورن کے فرائض انجام دیوے +

(۶) گوتوں کی اونچ نیچ کو دور کر کے شادی کا دائرہ بڑھانا چاہیئے۔ جنکے ناطے نہیں ہوتے انکو اور ہمدردان قوم کو دانستہ عملاً کارروائی شروع کرنی چاہیئے +

(۷) برادری کی پنچائیتیں شادی کے اخراجات حسب حیثیت اور کم قائم کریں۔ جو اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کریں۔ ان کو کوئی شاباش نہ دیجائے بلکہ بُرا سمجھیں +

(۸) لڑکی کا دام لینے والوں کو برادری میں خارج کر دیویں +

(۹) لڑکی مارنے والوں کو قانونی سزا دینے میں سرکار کو مدد دیجاوے :۔

(۱۰) بوڑھوں کو لڑکیاں نہ دیکر انہیں زندہ درگور نہ کیا جاوے اور ور سے کنیا ہمیشہ چار پانچ سال کم عمر کی ہونی چاہیئے :۔

(۱۱) لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک نگاہ سے دیکھا جاوے :۔

(۱۲) یتیم خانے کھول دئے جاویں اور انہیں دان دیا جاوے :۔

(۱۳) دان کا رُخ بدل کر بجائے مندر، شوالے، ٹھاکر دوارے بنانے کے یا نکمے جاہل بیکار منگتوں، سادھوؤں کو دینے یا غیر ضروری ان دان لسنتر دان دینے کی بجائے ... ہندوؤں کو سارا حصہ دان کا لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے کھولنے دستکاری سکھلانے ہندوؤں کو روزگار پیدا کرنے میں مدد دینے، یتیم خانے اور ودھوا آشرم کھولنے دوائی خانے جاری کرنے اور وید ملازم رکھنے اور عیسائیوں کی طرح اپنی تعداد بذریعہ دھرم پرچار و شُدھی وغیرہ بڑھانے میں خرچ کرنا چاہیئے :۔

(۱۴) حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی کرنی چاہئے :۔

(۱۵) خوراک حسب حیثیت اچھی اور طاقت بخش کھانی چاہیئے :۔

(۱۶) اگر ممکن ہو تو ہر ایک گھر میں ایک ایک گائے رکھے جس سے رکھشا بھی ہو۔ اور گھرت دودھ۔ مکھن بھی ہر گھر میں ہو۔ بل بُدھی بڑھے۔ دوسرے لوگوں کی نکالی ہوئی بوڑھی ناکارہ گائے کی پرورش کرنا ہی فرض نہ سمجھا جاوے۔ کیونکہ اس طرح سے

دوسرے مذہبون کے لوگ اور نیز مطلبی لوگ اپنی بوڑھی - نکمی گائے کو سادہ لوح دولتمند ہندوؤن کے گھر کے آگے سے لیکر گذرتے ہین - دریافت پر کہتے ہین - کہ چھاونی بیچنے لے چلا ہون - اس طرح سے دس روپیہ کے مال کے بیس روپیہ جو بیتے ہین - اسکی دوا چھی بچھڑیان دانی ہندو بھائیون کے دان کی وجہ سے ذبح ہوتی ہین - انجان بھائی یہ نہین سمجھتے کہ بوڑہی گائے کو ذبح خانے والے اور اُنکے گاہک بہی پسند نہین کرتے - اور اُس اندھے دان کے روپیہ سے کئی بچھڑے بچھڑیون کا بدھ ہوتا ہے - اسواسطے بذریعہ نمائش والغامات عمدہ گائے پالنے اور اُن کی نسل بڑھانے کا بند وبست ہونا چاہئے - نہ کہ محض بوڑہی گائیون کے لئے گئوشالہ قائم کرنے کا :-

(۱۷) صنعت وحرفت کو ترقی دیکر محنتی اور ورزشی پیشے اختیار کرنے چاہئین -

(۱۸) غذا پانی ہوا کی طرح ورزش کو بھی زندگی کے لئے ضروری سمجھکر ان کا باقاعدہ انتظام اور عام رواج ہونا چاہئے - ہندوؤن کی جسمانی طاقت بڑھانے اور ان کے لئے ورزش کے سامان پیدا کرنے کے لئے بھی دان کرنے کا خیال پیدا ہونا چاہئے :-

(۱۹) قومی تاریخ ' قومی تیوہارون ' قومی بزرگون کے کارناموں کی تحقیقات وتروتازگی و بہتری سے قوم مین جان آویگی - اور قومی مذاق وحب قومی پیدا ہونگی :-

(۲۰) ایک ہندو کو دوسرے ہندو کی مدد کرنا اپنا دہرم سمجھنا چاہئے - اور مسلمان بھائیون کی مثال سے اس بات کا سبق سیکھنا چاہئے -

(۲۱) مندرجہ بالا علاجون کو عملی طور پر شروع کرنے اور کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرنے کا ہر بھائی کو نیم کر لینا چاہئے ✣

(ج) یہ علاج کسکے ہاتھ مین ہے؟

قوم کے اپنے ہاتھ مین ہے - خاصکر بارسوخ اور تعلیم یافتہ جماعت کے اولاد کو نیک اور لائق بنانا - برہمچریہ قائم رکھانا - بچپن مین شادی نہ کرنی - تعلیم دینی - ورزش کرانی - بال بدھوا اور ہر دیگر بدھوا کی شادی لازمی طور پر کر دینی - ہر بھائی کے ہاتھ مین ہے - اور اگر ہر ہندو بھائی اپنا اپنا دہرم سمجھکر پالن کرے تو سب خرابی دور ہو جاوے ✣

(د) علاج کب اور کون شروع کریگا؟

گو کچھ بھائی اپنی حالت کو سمجھنے لگ پڑے ہین - اور لکھے پڑھوںمین قومی بیداری کے آثار نظر آتے ہین - مگر کامیابی سب بھائیون کے یکدم بلا ایک دوسرے کا انتظار کرنے کے عملی کام شروع کرنے پر منحصر ہے - تعلیم کا عام کرنا لازمی ہے - گو صورت بہتری بہت کم ہے مگر ناامیدی اچھی نہین ٭

(ھ) بصورت کچھ نہ کرنیکے یہ کمی ہندو جاتی کا ناش تو نہ کردیگی؟

اگر ہندو اسی طرح کم ہوتے گئے - اور آجکل کی طرح نہ کبھی اس کمی کا پتہ لگا - نہ شور ہوا - نہ علاج ہوا - تو ھندو جاتی کا ناش ہوجاتے ہین کوئی شک نہین - جہان خرچ ہی خرچ ہو - اور آمدنی کی کوئی صورت نہ ہو - وہان خاتمہ لازمی ہے - (۶۶۰۰۰) ہندو دس سال مین کم ہوئے - تو ۲۲ کروڑ ہندو ہین سے ۳۳۳۳ سال بلکہ اس سے بھی کم عرصہ کے بعد ایک ہندو بھی نہ ہوگا - آہ - کیا بھیانک نظارہ ہے - ہر ہندو بھائی اگر کچھ نہ کچھ عملاً نہ کرے - تو

برین عقل و دانش بباید گریست

کچھ کام کر دکھانا

نظم

از نرائنداس پوری

بھارت کے اے سپوتو اک بات سنتے جانا
اپنے وطن کی خاطر کچھ کام کر دکھانا

حب وطن یہی ہے تہذیب تو یہ ہے
قوموں کی یہ ترقی ملکوں کا یہ خزانا

لکچر میں زور مارا تقریر بازیاں کیں
صد حیف ہے کہ تمنے کچھ کام کر نہ جانا

جس بات کو اٹھایا پوری نہ تمسے اتری
کس کام کو نبھایا تمنے یہ سچ بتانا

سارا زمانہ تمپر ہنسی اڑا رہا ہے
غفلت کی نیند سونا پھر ہوش میں نہ آنا

تصویر غم کا البم دل کو بنایا تمنے
خون جگر کا پینا لخت جگر کا کھانا

حسرت کے ہاتھ بیچیں سب آرزوئیں تمنے
سیکھا نہ تمنے لیکن کچھ دست و پا ہلانا

تھے کام کرنیوالے اولاد جنکی تم ہو
تمنے بھی اپنا شیوا عداوت ہی نبانا

اہل وطن کو کہدو یہ داس کی زبانی
کچھ کام کر دکھانا ہے کام کا زمانا

REPORT

OF THE

Hindu Nation Service Series—I.

WITH

AN ABSTRACT OF ESSAYS

ON

THE DECREASE OF HINDUS: ITS CAUSES AND CURE.

COMPILED BY

RAM RAKHA MAL BHANDARI,

PLEADER,

AND

NARAIN DAS PURI,

Inspector of Schools,

FARIDKOT.

LAHORE:

MUFID I-'AM PRESS,

1909.

Second Edition. 500 *Copies.*

اوم

بلا اجازت مصنف کوئی صاحب قصد طبع یا ترجمہ نہ کریں

نعرۂ حیدری

حصہ اول

حال ہی میں اسلا

شر سیار

قیمت فیجلد ار

بار اول ایکہزار

میری سرگذشت

باب اول

بانیٔ اسلام کا خون [illegible] معمولی طور پر میں شاہ ہوتا یا گدا۔ امیر ہوتا یا فقیر۔ رئیس ہوتا خواہ سائیس
[illegible] الا پا چھ بھی ہوتا مجھے ضرورت نہ تھی اور خصوصاً [illegible] ضرورت

میں جبکہ میں ملک کا کوئی بڑا آدمی نہیں۔ پیر نہیں۔ پیغمبر نہیں۔ ولی نہیں۔ نبی نہیں۔ مدبر نہیں۔ لیڈر نہیں۔ مجھے ہرگز اس امر کی ضرورت نہ تھی کہ میں اپنا حسب و نسب یا اپنی گذشتہ زندگی کی رام کہانی پبلک کو سنانے بیٹھتا اور نہ کسی کو مجھے اس بات پر مجبور ہی کرنے کا حق حاصل تھا لیکن چونکہ میرے مسلمان بھائیوں کا یہ عادت ہو گیا ہے کہ جبتک کوئی اسلام میں رہے تو خواہ وہ تیلی تنبولی۔ دھنا جلاہا کوئی بھی کیوں نہو گر وہ بھی خود کو "پیرزادہ" و "شیخزادہ" سے کبھی کم نہیں کہلاتا کوئی مسلمان اس کے اس دعوے کے متعلق زبان تک نہیں ہلاتا لیکن جہاں کسی نے اسلام کے تنگ تاریک غاروں سے نکلنے کی کوشش کی بالکل صاف ہوا اور مسلمانوں کو اس کے "جلاہا" "بھٹیارہ" "نائی" کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی گو میرے بھائیوں کا یہ وطیرہ بالکل فضول و نامعقول ہے کیونکہ صداقت کا قبول کرنا کسی خاص نیچ یا اونچ ذات کا کوئی خاصہ نہیں ہے اور نہ کیسے بلحاظ پیدائش شیخ۔ سید یا دھنا جلاہا ہونے و صداقت قبول کرنے میں کوئی خاص تعلق ہی ہے۔ لیکن چونکہ میرے دوستوں کی یہ عادت ہو گئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ میرے ویدک دھرم قبول کرتے ہی انہیں یہ فکر دامنگیر ہو جاویگی اس لئے اپنے مہربانوں کو اس ناحق کی حیرانی و پریشانی سے بچانے کے لئے میں قبل از اسلام کے متعلق کچھ لکھوں مختصر الفاظ میں اپنا حسب و نسب و گذشتہ سرگذشت سنائے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرے والد بزرگوار مولانا انور علی صاحب اصل ایران کے باشندے اور ریاست حیدر دکن میں ملازم تھے۔ لیکن سکونت امر یہ ضلع مرادآباد میں رکھتے تھے اور میں وہیں پیدا ہوا

ذات میں سید۔ ہاور خالص سید ہوں اور اگر مسلمانوں کے خیال میں کسی اونچ ذات کے آدمی
کا ہی ویدک دھرم قبول کرنا ویدک دھرم کی صداقت کے لئے کوئی گارنٹی ہو سکتا ہے تو میں فخریہ
کہہ سکتا ہوں کہ میرے جسم میں بانی اسلام کا خون موجود ہے۔ اور میں بلحاظ پیدائش آنحضرت
کا دنیا میں نام لیوا اور پانی دیوا ہوں اب اس امر سے ذات پات کے شیدائی مسلمانوں کو مطمئن ہو جانا
چاہئے کہ دراصل مسلمانوں کی کسی نیچ یا اونچ ذات کا یہ خاصہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو اسلام ترک
کر کے ویدک دھرم قبول کرنے پر مائل کرے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ویدک دھرم کی صداقت میں وہ
کشش ہے کہ وہ ہر طبقہ۔ ہر قوم۔ ہر ملک و مذہب و ملت کے صداقت پسند و آزاد افراد کو اپنی
طرف کھینچ لیتی ہے:۔

علمی لیاقت

اب ذات پات کے ڈھکوسلے سے گذر کر اسلام کی عزت بچانے اور اس کی سچائی
پر حرف نہ آنے دینے کی غرض سے دوسرا بہتان جو میرے بھائی ویدک دھرم
قبول کرنے والے حق پسند مسلمانوں پر باندھنے کے عادی ہو گئے ہیں وہ یہ ہے کہ جب کوئی حق
متلاشی مسلمان اسلام چھوڑ کر ویدک دھرم گرہن کرتا ہے تو چاروں طرف سے مسلمان شور
مچا کر پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہ "جی اگر فلاں شخص اسلام سے مرتد ہو
گیا تو کیا ہوا وہ عربی فارسی سے بالکل نابلد تھا اس لئے اسلام کو نہ جان سکا" کوئی کہتا ہے کہ
"اسلام کو وہ کیا جان سکتا تھا اور اُس کی صداقت کو کیسے پہچان سکتا تھا محض ٹوٹی پھوٹی
تھوڑی سی عربی فارسی جانتا ہے بھلا اس لیاقت کا آدمی کبھی قرآن شریف یا احادیث کو
سمجھ سکتا ہے" غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ مگر ان سب کا ماحصل
یہی ہوتا ہے کہ چونکہ یہ شخص عربی فارسی نہیں جانتا یا بہت ہی کم جانتا ہے اور اسلام کی تمام
مذہبی کتب عربی یا فارسی زبانوں میں ہیں اس لئے اسلام کی صداقت کو نہ جان سکا اور اسے
چھوڑ بیٹھا۔ اب اس زبردست و پر معنی اعتراض کا جواب اپنے متعلق میری طرف سے یہ ہے کہ گو
اپنے متعلق کسی ایسی سچائی کا اظہار جس سے اپنی بڑائی ہو سکتی ہو آجکل کے شخص خود ستائی پر مبنی سمجھا جاتا

ہے اور میں نہ چاہتا تھا کہ اپنے متعلق ایک لفظ بھی ایسا لکھوں جس سے مجھ پر خود ستائی کا
الزام عائد ہو سکے لیکن چونکہ میرے دوست "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے مصداق اول یا
آخر جب انہیں کوئی بات نہ ملیگی تو ضرور مجھ پر بھی بہتان باندھ کر اپنا دل ٹھنڈا کرینگے لہذا
میں مناسب سمجھتا ہوں اور مجبور ہوں کہ اپنے دوستوں کو پہلے ہی سے متنبہ کردوں کہ میرے
متعلق اگر وہ چاہیں اور ایڑی چوٹی کا بھی زور لگائیں تو بھی انکا یہ الزام قائم نہیں رہ سکتا۔
کیونکہ میں عاجزانہ طور پر کہ سکتا ہوں کہ فارسی زبان تو قریب قریب میری مادری زبان ہے
ہے۔ ہاں عربی میں بھی زیادہ تو نہیں لیکن اتنی استعداد ضرور ہے کہ میں ہندوستان کے
۹۹ فیصدی ملا نوں کو دس پانچ برس عربی علم ادب پڑھا سکتا ہوں۔

علمائے اسلام کو چیلنج

رہی یہ بات کہ میں اپنے اس دعوی کا پبلک کو ثبوت کیا دے سکتا ہوں سو
اس کی نسبت میں عرض کرتا ہوں کہ میں ٹٹ پونجیا مولویوں و ملاؤں
سے تو بات چیت کرنا پسند نہیں کرتا ہاں ہندوستان بھر کے اُن تمام
علمائے اسلام کو جو مسلمانوں میں منتخب وڈے بھاری عربی کے عالم سمجھے جاتے ہوں اور
چیلنج دیتا ہوں کہ خواہ وہ سب ملکر یا فرداً جیسے بھی وہ پسند کریں کسی جگہ صرف عربی
مباحثہ کریں۔ لیکن مباحثہ کی پہلی شرط یہ ہوگی کہ فریقین کو باری باری پہلے صرف عربی
میں ایک ایک گھنٹہ تقریر کرنی ہوگی اور بعدہ ایک گھنٹہ میں اس کا مطلب زبان اردو
میں ادا کرنا ہوگا اور دوران مباحثہ میں کسی فریق کو ایک لفظ بھی اردو میں بولنے
اجازت نہ ہوگی۔ مباحثہ کامل ایک ماہ تک چھ گھنٹہ روزانہ کرنا ہوگا۔ ثالث فریقین
رضامندی سے کسی ایسے یورپین کو بنایا جائیگا جو عربی علم ادب میں پوری قابلیت
ہو۔ بس میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کے امتحان کا کہ آیا میں کتنی عربی فارسی جانتا ہوں
سے بڑھکر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے

درحقیقت اگر اس پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مصداق چار پائے بروکتابے چند

ہو و نہ دانشمند۔ کہ محض عربی فارسی میں قابلیت حاصل کر لینا اس بات کا کوئی ثبوت
نہیں ہے کہ آپ مذہب اسلام سے بھی پوری وقفیت رکھتے ہوں اس کے جواب میں
میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خوش قسمتی سے یا کہ بدقسمتی سے بعض دیگر اصحاب کی طرح لڑکپن
ہی میں مجھے مذہبی تحقیقات یا سچائی کی تلاش کا شوق پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے کہ میں
امروہہ میں اسلام کی ابتدائی تعلیم ختم کر کے دہلی چلا گیا اور یہاں مولانا محمد بشیر۔ محمد ہارون
و عبد الرحمان جیسے اسلام کے رکنوں سے دو ڈھائی سال اسلامی کتب پڑھتا اور سمجھتا رہا
لیکن میرے دل کو ذرا بھی تسکین نہ ہوئی اور اسلام کے بے سر و پا و عقل سے گرے ہوئے
مسائل مجھے کچھ بھی تشفی نہ دے سکے۔ لیکن عام مسلمانوں کی طرح میں نے یہ کہہ کر اس
وقت اپنے دل کو سمجھا لیا کہ شاید میرے استاد ہی میرے دلپر اسلام کی خوبیاں منقش کرنے
سے عاری ہوں اور یہ سمجھ کر دہلی سے لاہور پہنچا اور مولانا غلام رسول صاحب بھیرہ نواسی
سے پڑھنا و سمجھنا شروع کیا کیونکہ ان دنوں مولانا موصوف پنجاب میں بڑے پایہ و علم کے
آدمی سمجھے جاتے تھے اور اسلام کو بہت ہی اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے۔ لیکن افسوس کہ
آپ کی تعلیم بھی مجھے اسلام کی صداقت کا اطمینان نہ دلا سکی اور میرے دل میں اسلام کے متعلق
برابر شکوک ہوتے رہے جن کا کہ مولانا موصوف کے لئے رفع کرنا امر محال سا معلوم ہوا مجبوراً
یہاں سے بھی مجھے بدھنا بوریا اٹھانا پڑا اور میں یہ خبر پا کر کہ بلند شہر میں ایک جونپوری
مولوی بڑے عالم و فاضل ہیں اور اسلامی مسائل کو بڑی خوبی کے ساتھ سمجھاتے ہیں سیدھا
بلند شہر پہنچا اور مولانا موصوف سے پڑھنا اور شکوک رفع کرنا شروع کیا۔ مولانا صاحب
بڑے ہی قابل آدمی تھے اور اسلامی مسائل پر پورا عبور رکھتے تھے مگر یہاں تو آفت یہ تھی
کہ جوں جوں میں زیادہ پڑھتا جاتا تھا توں توں اسلام سے دل برگشتہ ہوتا جاتا تھا خیر جب
یہاں بھی تسکین نہ ہوئی تو پھر جستجو شروع کی اور یہ پتہ لگا کہ سنبھل ضلع مراد آباد میں بڑے
بڑے جید اسلامی عالم رہتے ہیں سنبھل پہنچا اور وہاں مولانا محمد ہاشم و احمد الدین و لائتی

سے یکے بعد دیگرے تعلیم پاتا رہا مگر یہاں بھی وہی حال ہوا کہ ع مرض بڑھتا گیا جوں
جوں دوا کی"۔ پس یہاں سے نگینہ پہنچا اور مولانا محمد صدیق کی کچھ روز شاگردی کی اور جب یہاں
بھی مایوسی ہی نصیب ہوئی تو بچھراؤں کے مولانا محمد بشیر وظہور الحق سے یکے بعد تعلیم حاصل
کی اور جہاں تک ہو سکا ان ہر دو بزرگوں سے اسلامی فلاسفی سمجھنے کی کوشش کی مگر یہ بزرگ
بھی میری تسلی نہ کر سکے اور میرا در بدر اسلام کی خوبیاں سمجھنے کے لئے پھرنا بالکل فضول ثابت
ہوا۔ مگر ہاں اس جانفشانی کا نتیجہ یہ ضرور ہوا کہ ملک کے اُن تمام بڑے بڑے علما کی
تعلیم سے نہ صرف میری علمی قابلیت ہی ایک خاص درجہ تک بڑھ گئی بلکہ مجھے اسلام سے
بھی پوری پوری واقفیت حاصل ہو گئی لیکن جیسا کہ میں ذکر کر آیا ہوں یہ قابلیت میرے
لئے اور بھی باعثِ اضطراب ثابت ہوئی اور میں اس ہی جستجو میں بمبئی پہنچا یہاں پہنچکر
مجھے ایک عیسائی مولوی سعد اللہ نامی ملا اور اُسنے بحث مباحثہ کر کے مجھے یہ یقین دلا دیا
کہ" دراصل اسلام کا مخرج عیسویت ہے۔ اور محمد صاحب نے مجوسیوں اور عیسائیوں
ہی کی تعلیم کو کاٹ چھانٹ کر اسلام کھڑا کیا ہے اس لئے اگر صداقت ڈھونڈھتے ہو تو
اصل مخزن کیطرف رجوع کرو اور یہاں تمہاری روح کو تسکین ہو سکتی ہے۔ مولوی
سعد اللہ کا یہ کہنا کہ" اسلام کا مخرج عیسویت ہے" چونکہ ایک امر واقعہ تھا اس لئے میں
یہ سوچکر کہ شاید یہیں سچائی ملے مولوی سعد اللہ کے ساتھ ہو لیا اور کامل ڈیڑھ دو سال تک
بمبئی بریلی وغیرہ میں بڑے بڑے عیسائی عالموں سے عیسویت کی تعلیم پاتا رہا مگر اتنی جد
وجہد کے بعد میں نے دیکھا کہ عیسائی مذہب بھی میرے لئے کچھ باعث تسکین نہیں

[illegible] کی زیارت

بعد ازیں سفر کراچی اختیار کیا اور وہاں پہنچکر دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص
مسلمانوں میں اس قابل ہے کہ شکوک متعلق اسلام کو رفع کر سکے۔ تو
ایک شخص از مریدان پیر جھنڈا نے یہ خبر دی کہ ہمارے پیر صاحب گوٹھ جھنڈا میں ایک شخص
نام مولوی عبید اللہ صاحب نو مسلم ہیں اگر ان سے ملاقات ہوگی تو ضرور آپ کے شکوک

رفعہ کر دیونگے۔ بندہ بہ شنیدن این خبر مثل برق پیر جھنڈہ میں حاضر ہوا اور وہاں
پہنچکر میں نے جو سلسلہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے مولانا موصوف مولوی عبید اللہ
صاحب فی الواقعی قابل تعریف شخص ہیں اور حتی المقدور توحید کی طرف مائل ہیں اور اپنے
آپ کو مواحدین میں شمار کرتے ہیں۔ اور اُن کے اخلاق حمیدہ کی وجہ سے میں تقریبًا
عرصہ پانچ چھ مہینے وہانپر مقیم رہا لیکن مولانا موصوف ہمیشہ اپنے درس اور تقریر وغیرہ
میں یہ ثابت کرتے تھے کہ جو کمال مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے حاصل کیا اور دنیا
کی بہبودی کے واسطے مفید ہوا وہ صرف ان کی ۱۹ سال کی محنت جو دار العلوم مکہ میں اُنھوں
نے حاصل کی ایک نمونہ کے طور پر ہے اور خصوصًا مولانا کا وجود اسوقت غنیمت سمجھا گیا
کہ اگر وہ عرب سے تشریف نہ لاتے تو گویا ہندوستان سے اسلام مہمان ہوگیا ہوتا۔
اور یہ بھی فرماتے تھے کہ شاہ ولی اللہ صاحب اپنے وقت کے مجدد تھے اور اُنھوں نے
اسلام کو بہت عمدگی و خوبی سے نگاہ رکھا۔ اور ایسے سخت اور فتنہ انگیز زمانہ میں جو اُنھوں
نے بہت کچھ تصنیف وغیرہ فرمائی جس سے مجھکو یہ بات معلوم ہوگئی کہ البتہ یہ شخص قابل
تعریف ہونگے۔ اور ان کی تصانیف سے کوئی کتاب ضرور دیکھنی چاہیئے چنانچہ مولانا موصوف
سے میں نے دریافت کیا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصانیف میں
سے کونسی کتاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی قابل دید ہے تو آپ نے حجۃ اللہ البالغہ مجھے دی
اور فرمایا کہ اس کتاب کو ہمارے اطباق محدثین میں سے دوسرا شخص بہت کم سمجھ سکتا ہے
لہذا تم اسکو تھوڑا اسا درسًا پڑھا کرو۔ لہذا میں نے اُس کتاب کو درسًا پڑھنا شروع
کیا اور دوسری کتاب جو میں پڑھتا تھا وہ اصول حدیث میں نخبۃ الفکر تو خصوصًا میرا درس
مولانا موصوف خود پڑھایا کرتے تھے اور باقی طلبا کے لئے دوسرے تین مدرس تھے اور
چونکہ آپ مہتمم تھے خاص چیزیں آپ ہی کے سپرد ہوتی تھیں اور قدرے زمانہ گذرنے کے بعد
مجھکو شوق پیدا ہوا کہ میں کوئی مرشد ہادی پکڑوں کیونکہ یہ ہمارے مولانا موصوف کے

طفیل خیال پیدا ہوا جب اُنھوں نے مولانا محمد اسمٰعیل و شیخ احمد کا واقعہ سنایا تو ہمکو بہت
زیادہ اشتیاق ہوا کہ ضرور کوئی رہبر بھی پکڑوں دارالعلم سے تو کچھ فائدہ نہیں ہوا اور نہ ہی
تسکین دل ہوتی ہے اتنے میں جناب راس المحدثین شیخ حسین یمنی کی آمد کی خبر سُنکر دلکو
بہت ہی خوشی حاصل ہوئی مگر جب جناب شیخ تشریف لائے بعد دو ایک روز کے ہمارے
مولانا صاحب موصوف مولوی عبید اللہ صاحب وقت صحیح بخاری کا درس فرما رہے
تھے کہ آپ نے مولانا شیخ حسین صاحب کو اپنی مسند پر جگہ دی اور بعد تمام پڑھنے اُس کے
آپس میں مسائل مختلفہ میں گفتگو شروع ہوئی چنانچہ ایک مقام ترمذی از شمائل پیش
کیا گیا مگر چونکہ وہ جواب جناب شیخ کا میں نے محسوس نہ کیا۔ اگرچہ سائل خود مولانا موصوف
مولوی عبید اللہ صاحب تھے۔ مگر میں نے پھر مناسب نہ جانا کہ کچھ دریافت کروں۔ بعد
ازیں جناب پیر صاحب کی مکان پر شیخ صاحب تشریف لے گئے اور وہاں پر تمام طلبا کو بطور
سند کے کاغذ ملا جو حدیث مصافحہ و مشابکہ کہلاتا ہے۔ بندہ کو بھی ملا لیکن اصل مقصد حاصل نہیں ہوا

جھوٹے کے گھر تک

اقتران میں اللہ میاں کے جھوٹ و طوفان دیکھ دیکھ کر دن
بدن اسلام سے طبیعت متنفر ہوتی گئی اور میرے دل میں بارہا
خیال آیا کہ جب اتنی سردردی و جانفشانی کا بھی کچھ نتیجہ نہیں نکلا تو چلو چھوڑو اس جھوٹے
جنجال کو اور کوئی اور راستہ اختیار کرو۔ لیکن پھر یکایک یاد آگیا کہ نہیں ہندی مثل ہے
کہ "جھوٹے کے گھر تک پہنچنا چاہیے" اور تب اس کا پیچھا چھوڑنا چاہیے۔ پس مجھ کو
بھی جھوٹے اللہ میاں کے گھر تک پہنچنا چاہیے۔ اور یہ خیال آتے ہی جہاز میں سوار ہو
عرب کیطرف چلدیا۔ کیونکہ اس دنیا بھر کے جھوٹے فساد ی وجہادی کا گھر وہیں بتلایا
جاتا ہے خیر چلتے چلتے آخر منزل مقصود پر پہنچا۔ اور اسلام کی شکل اس کے گھر میں جا کر بھی
لیکن یہاں یہ اور بھی خوفناک نکلی۔ خیر میں عرب۔ ایران۔ ترکستان۔ عجم و عراق کے
تمام مشہور مشہور شہروں اور مذہبی مقامات میں پھرا اور اسلامی علماء سے اسلام پر گفتگو

کی لیکن کہیں بھی میری تسلی نہ ہوئی بلکہ میں نے دیکھا کہ ہندوستانی مسلمان تو اپنی ہمسایوں
کے خیالات و بعید از قیاس تاویلات سے کام لیکر اسلام کو پایۂ صداقت تک پہنچانے
کے لئے کچھ جد وجہد بھی کرتے ہیں لیکن اسلامی ممالک میں اتنا بھی نہیں بلکہ وہاں تو ابھی
تک یہ حساب ہے کہ اگر کوئی بیخوف ہو کر اسلام کے خلاف زبان ہلاتا ہے تو اس کا تلوار و
بندوق سے جواب دیا جاتا ہے۔ خیر قہر درویش برجان درویش میں پھر پھرا کر بیٹھ رہا
اور بغداد کے دار العلوم میں تقریباً نو دس سال تک عربی فارسی پڑھاتا رہا۔

متعہ اور منت

لیکن اسلامی ممالک کے قیام کے ایام میں اسلام کا جو خوفناک تاریک
پہلو میں نے دیکھا اس کا مفصل نقشہ تو شاید میں کسی اور موقعہ پر
ناظرین کے روبرو پیش کروں مگر یہاں اسلامی تعلیم کے بنی نوع انسان پر اس وحشیانہ
انسانیت سے گرے ہوئے اثر کو دیکھ کر میری طبیعت اسلام سے ہمیشہ کے لئے اور
قطعی طور پر متنفر ہو گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر ہی کیا منحصر ہے اگر کوئی شخص بھی جس میں
کچھ بھی روحانیت ہو اسلام کو اسلامی بلاد میں دیکھیگا وہ ہرگز ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم
نہ کریگا کہ اسلام بھی دنیا میں روحانی ترقی کا کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ان بلاد میں اسلام
کا بنی نوع انسان پر کیا اور کیسا اثر ہوا صرف اس ہی امر واقعہ سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ
ایران میں اس نفرت خیز و شرمناک رسم کا رواج جسے اسلامی لغت میں متعہ کہتے ہیں یہاں
تک بڑھ گیا ہے کہ ایران میں آجکل کھلم کھلا اور فخریہ یہ رسم نہایت ہی زوروں
پر ہے اور اہل ایران جسطرح نماز و روزہ وغیرہ کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں اسی طرح
متعہ کو بہشت میں داخل ہونے کے لئے سنجیدگی و ایمانداری سے پاسپورٹ سے کم نہیں
مانتے اور دیگر مذہبی فرائض کی طرح اس فرض کو بھی فخریہ اور بڑی پابندی کے ساتھ ادا
کرتے ہیں اور چند دنوں میں تو اس کا یہانتک رواج بڑھ گیا ہے کہ اس ملک میں عورتیں
عام طور پر متعہ کو بطور منت استعمال کرنے لگی ہیں مثلاً اگر کسی عورت کے خاوند کو کوئی

آگئی یا کسی کے گھر میں کوئی بیمار ہوگیا یا کسی اور مشکل میں پھنس گیا تو عورت منّت مانگی کر
اللہ اگر اِس مشکل سے تو ہمیں نجات دے یا فلاں کام میں کامیابی عطا کرے تو میں بطور منّت
ایک متعہ کرونگی یعنی جس طرح ہندوستان میں عورتیں کسی مطلب براری کے لئے پیروں فقیر
اولیاؤں کے لئے قبروں پر آئے جائے یا کچھ چڑھانے کی منّتیں مانتی ہیں اِسی طرح ایرا
میں متعہ کرنے کی منّت کا عام رواج ہے۔

ہجرت

خیر یہ حالات دیکھ کر میں ایران سے نکل آیا اور پھر بمبئی پہنچا۔ اور ابھی فکر ہی
میں تھا کہ اب کہاں جاؤں اور کیا کروں کہ میرے محمدی احباب نے پھر اسلا
خدمت کا ناگوار بار میری گردن پر رکھدیا اور میں احاطہ بمبئی کے مسلمانوں کی بزرگ انجمن ضیا
کا آنریری واعظ بنگیا۔ چونکہ آریہ سماج کے وجود و اُس کی صداقت کا تو مجھے علم نہ تھا او
کو میں جان ہی چکا تھا تصور درویش برجان درویش میں نے اِس ہی مشکل میں دن گذارنے شر
کئے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ میں اس عرصہ میں بجُز عام صداقتوں و نیکیوں کے اسلام کے
خاص اصولوں کا کبھی بھی پرچار نکر سکا بلکہ اُلٹا اکثر آزادی کے ساتھ اسلام کے عقائد و مسلم
کے خیالات کے خلاف تقریر کر جایا کرتا تھا جسکی وجہ سے کئی مرتبہ سکرٹری انجمن و کئی ایک د
مسلمانوں سے میرا تکرار بھی ہو گیا۔ اب میری خوش قسمتی سے اِن ہی دنوں بمبئی کی دونوں ا
انجمنوں یعنی ضیاء الاسلام و دعوت اسلام نے اپنے اپنے ہاں ہفتہ میں چار مرتبہ عام م
مناظرہ قائم کرنے کا پروگرام بنا دیا اور مناظرے خوب زور شور سے ہونے لگے جنمیں ع
آریہ ہندو۔ پارسی سب ہی حصہ لیا کرتے تھے۔

آخری رخصت

اِن مناظروں میں عموماً اہلِ اسلام مخالفین کے مقابلہ میں بحیثیت ا
مناظر مجھے ہی منتخب کر کے کھڑا کیا کرتے تھے چونکہ عیسائیوں و مسلم
کے عقائد آپس میں بہت مِلتے جلتے ہیں اور یہ دونوں مذہب ایک ہی تھیلی کے چٹے
بنے ہیں اس لئے عیسائی مناظروں سے تو میں جوں توں کر کے نبٹ ہی لیا کرتا تھا لیکن

آریوں کے مقابلہ میں مجھے کھڑا ہونا پڑا کرتا تو مجھے مجبوراً اصل اسلامی عقائد کو بالائے طاق رکھ کر عموماً تاویلات واپنے ذاتی خیالات سے کام لینا پڑتا تھا اور رفتہ رفتہ میں محسوس کر گیا کہ درحقیقت ویدک دھرم ہی عالمگیر سچائی کا منبع وروحانی ترقی کا اصل ذریعہ ہے۔

پس میں نے آریہ پرشوں سے علیحدگی میں بات چیت کرنا شروع کی اور یہ معلوم کرکے کہ آریہ سماج کی مستند کتب عموماً ناگری بھاشا میں ہیں ایک سماجک پنڈت سے دیوناگری بھی پڑھنی شروع کردی اور سماج کے ہفتہ وار جلسوں میں بھی آنے جانے لگا۔ اور رات دن اس ہی دھن میں رہتا کہ کسی طرح میں ویدک سدھانتوں کو اچھی طرح سمجھ جاؤں۔ لیکن ابتدائی اصولوں کو سمجھنے کے بعد مجھے یہ دقت پیش آئی کہ میں تو ہندی و سنسکرت کے مشکل الفاظ کو نہ سمجھ سکتا تھا اور بمبئی سماج میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو عربی فارسی جانتا ہو اور مجھے بخوبی سمجھا سکے پس میری تسلی میں رکاوٹ پڑنے لگی اور میں متفکر رہنے لگا۔ کہ اب کیا کروں کہ اس ہی اثنا میں مجھے شدھی سبھا کے احاطہ بمبئی کے منتری مہاشہ چند سنگھ جی ملگئے اور انھوں نے مجھے رائے دی کہ تم شریمان پنڈت جی پنڈت بھوجدت جی ایڈیٹر "مسافر آگرہ" کے پاس چلے جاؤ۔ اور میں بمبئی واسلام دونوں سے رخصت ہوکر آگرہ آ پہنچا اور یہاں کامل تین ماہ رات دن ایک کرکے پنڈت جی سے ویدک سدھانت سمجھے جنسے میرے مضطرب دل کو تسکین حاصل ہوئی۔ اور میں جان گیا کہ اگر دنیا میں کوئی عالمگیر سچائی ہے تو وہ ویدک دھرم ہے اگر کوئی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے تو وہ ویدک دھرم ہے اور اگر کوئی نجات کا راستہ ہے تو وہ صرف ویدک دھرم ہے۔

مسلمانوں کے اندھے میری مندرجہ بالا مختصر سرگذشت سے میں اُمید کرتا ہوں کہ میرے نیک نیت مخالف مجھپر اُن الزامات میں سے جن کا میں تذکرہ کر آیا ہوں کوئی الزام لگانے کا ساہس نکرینگے۔ لیکن ان تمام باتوں سے گذر کر ایک اور بات بھی ہے جو مخالفین کا آخری سہارا بن سکتی ہے۔ پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ لگے

ہاتھوں اِس کا بھی ذکر کر جاؤں اور وہ یہ ہے کہ چونکہ اسلام و عیسائیت میں در
اصل کوئی سچائی تو ہے نہیں اِس لئے کوئی حق پسند اسلام یا عیسائیت کو سچائی کے
لئے تو کیسے قبول کر سکتا ہے پس اِن مذاہب کے دامِ تذویر میں آجکل جو بھولے بھٹکے بھی
پھنستے ہیں وہ محض کسی نہ کسی دنیوی طمع سے پھنستے ہیں۔ اِس لئے جب کوئی شخص انہیں
ترک کر کے ویدک دھرم قبول کرتا ہے تو اُن لوگوں کو یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آریہ
سماج میں بھی کسی دنیوی غرض ہی کے حصول کے لئے پھنسا ہے اور ایسا خیال کرنے
میں یہ لوگ کسی حد تک حق بجانب بھی سمجھے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ ساون
کے اندھوں کو چاروں طرف ہرا ہی ہرا دکھلائی دیتا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے
ہاں بجز نفس پرستی کے نو واردوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے کوئی اور مصالحہ ہے
ہی نہیں اگر دوسروں کی نسبت بھی ایسا ہی خیال رکھتے ہیں تو ایک حد تک قابلِ
رحم ہیں۔ لیکن میں اس موقعہ پہ اپنے معزز دوستوں کو صاف الفاظ میں بتلا دینا
چاہتا ہوں کہ اگر وہ اِس معاملہ میں آریہ سماج کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں تو وہ سخت
غلطی پر ہیں کیونکہ دراصل آریہ سماج کی پوزیشن ہی ایسی عجیب ہے کہ جہاں دُنیا پرستوں
و نفس کے غلاموں کا ایک دِن بھی گذارہ نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی
نفس پرست غلطی سے اِس موقعہ پر آریہ سماج میں آ بھی گھستا ہے تو اسے اگلے ہی
روز اُلٹے پاؤں واپس بھاگنا پڑتا ہے کیونکہ نہ تو آریہ سماج عیسائیوں کی طرح
اتنا دولتمند ہی ہے کہ کِسی کا دین و ایمان روپیہ کے عوض مول لے سکے نہ مسلمانوں
کی طرح آریہ سماج کے پاس ایسے انڈوٹمنٹ یا مندر و مسجد ہی ہیں کہ جہاں کاہل
الوجود زمانہ بھر کے ناکارہ اشخاص پڑے پڑے موج اُڑایا کریں۔ خیرات کا طریقہ
یہاں سخت ہے اِس سے زمانہ بھر واقف ہے نہ آریہ سماج کے پاس کوئی راجیہ
ہے کہ کسی کی ملازمت دلا سکے۔ نہ اس میں بڑے بڑے سیٹھ ساہوکار ہی شریک

ہیں ۔ اور نہ عیسائیت و اسلام کی طرح یہاں کوئی اور ہی دلبستگی کا سامان ہے بلکہ آریہ
سماج کی پوزیشن ہی یہ ہے کہ یہ تعلیمیافتہ متوسط درجہ کے لوگوں کا مجموعہ اور بجز سچائی اور
کوری سچائی کے اس کے پاس کچھ بھی نہیں اور پھر میرے متعلق جس کی ضروریات بہت
ہی محدود ہیں اور جسکے ہاتھ پانوٗں دماغ ناکارہ نہیں ہیں یہ خیال ہی بالکل عبث ہے اور
تھوڑے ہی دنوں بعد تجربہ سے دنیا پر یہ امر صاف روشن ہو جائیگا کہ میں مذہبی تجار
ہوں یا سچا ایماندار ۔ کیونکہ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں آریہ سماج میں اُن لوگوں کی ایک
منت [illegible] ال نہیں گلتی جو کسی دنیوی غرض کو لیکر آریہ سماج میں آتے ہیں

آخری التماس [illegible]ب قبل ازیں کہ میں اس تمہیدی باب کو ختم کر کے اُن وجوہات کا ذکر کروں
کہ جن کی بنا پر میں اسلام کو ترک کر کے ویدک دھرم قبول کرتا ہوں میں
ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ بھی بتلادوں کہ اسلام کے متعلق بحث
کرنے سے ہرگز میرا یہ منشا نہیں ہے کہ میں کسی کا دل دکھاؤں یا کسی کو رنج پہنچاؤں
کیونکہ ایسا کرنے کی میرے پاس کوئی وجہ نہیں ہے برخلاف اس کے میں جو کچھ بھی
اسلام کے متعلق لکھونگا محض اس نیت اور رائے سے لکھونگا کہ حق پسند مسلمان
اسپر تعصب سے بری ہو کر سنجیدگی ۔ متانت و نیک نیتی کے ساتھ وچار کریں ۔
اور میری طرح آخرش اسلام کے تنگ و تاریک غاروں سے اس ہی زندگی میں نکلنے
کے لئے جد و جہد کر کے آخرش ویدوں کے نور سے فیضیاب ہوں ۔ اس کے ساتھ
ہی میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اسلام پر بحث کرتے ہوئے حتی الوسع
بحیثیت مخالف نہایت ہی خوش خلقی ۔ فراخدلی ۔ سنجیدگی ۔ متانت و نیک نیتی سے کام لیا ہے
اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان اس کتاب کے جواب کا حوصلہ کرنے تو وہ
بھی اپنی تحریر کو ناجائز سختی و مزخرفات سے بری رکھنے کی کوشش کریگا تاکہ اگر میں

لیکن یہاں میں اپنے اسلامی بھائیوں کو یہ بھی بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر انھوں
نے حسب عادت میری تحریر کے جواب میں بھپسر گالی گلوچ کی بوچھاڑ شروع کر دی
تو پھر جواباً اگر مجھے اسلام کے بخئے اُدھیڑنے پڑے تو اس کے ذمہ وار خود وہ مسلمان
ہی ہونگے جو مجھے ایسا کرنے پر مجبور کرینگے۔ کیونکہ میری نیت ہر ایک مضمون پر نیک نیتی
و سنجیدگی سے بحث کرنے کی ہے کسی سے لڑنے مرنے یا کسیکا دل دُکھانے کی نہیں۔

آسمانی کتاب

باب دوم

بنیادی پتھر اگر کوئی شخص اٹلی یا روس کی قانونی کتب کو رٹ کر ہندوستان یا انگلستان
کی سرکاری عدالتوں میں وکالت کا کام کرنا چاہے تو نہ صرف وہ اپنے
مقصد ہی میں ناکامیاب ہوگا بلکہ وہ دُنیا کی نظروں میں ایک دیوانہ سے کچھ بہتر شمار نکیا
جاویگا۔ پس یہی حال اُن لوگوں کا ہے جو زمین پر پیدا ہو کر زمین پر پرورش پا کر اور
زمین پر رہتے ہوئے آسمانی کتب کی پیروی کرتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ سائنس سے
ثابت ہو چکا ہے اول تو آسمان کوئی چیز ہی نہیں لیکن اگر ہمارے دوستوں کا گذارا
بلا آسمان کا وجود مانے نہ بھی ہو سکتا ہو تو بھی میں کہتا ہوں کہ ان زمین پر رہنے والوں
کو آسمانی کتب سے کیا واسطہ و تعلق! اور پھر آسمانی کتب ہی کے پیچھے لوگوں کا آپس میں
لڑنا و جھگڑنا تو اور بھی مضحکہ خیز ہے۔ دراصل جو فساد و جہاد اِن چند ایک آسمانی کتب نے
زمین پر آ کر پیدا کیا ہے اُسے دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ اگر اس وقت دُنیا کے سب بہی خواہ
بلکہ اِن آسمانی کتابوں کو واپس آسمان پر پہنچانے کی کوشش کریں تو بہت ہی اچھا ہو

وجود دنیا کے لئے ایک زبردست خطرہ ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی کے لئے قران پر جو کہ سب سے بڑی آسمانی کتاب ہے کسی قسم کی بحث کرنا کسیطرح بھی مفید ہو سکتا ہی لیکن چونکہ اسلام کا جسے میں ناکارہ و ردی سمجھ کر ترک کر چکا ہوں قران درحقیقت بنیادی پتھر ہے اور اس مذہب کا زیادہ تر دار و مدار اُس ہی کتاب پر ہے اِس لئے مجھے پبلک کو اپنے اسلام ترک کرنے کے وجوہات بتلاتے ہوئے سب سے پہلے مجبوراً اسہی کتاب کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ اور میں دنیا کو بتلانا چاہتا ہوں کہ قران جو کہ مسلمانوں کا دین و ایمان ہے دراصل کیا اور کس مطلب کی کتاب ہے۔ اور اہلِ زمین کی یہ کہانتک رہبری کرنے کے قابل ہے۔

قران

جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں قران مسلمانوں کا دین و ایمان ہے اور حضرت علی سے روائت ہے کہ ایک مرتبہ محمد صاحب نے فرمایا کہ زبانوں کی سردار عربی ہے اور عربی میں کتابوں کا سردار قران اور قران میں سورہ بقر۔ پرندوں میں گدھ اور درختوں میں بیری کا درخت وغیرہ وغیرہ۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب بھی قران ہی کو تمام کتب سے افضل مانتے تھے۔ پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قران ہی کی پڑتال کیجائے۔ قران ایک عربی کا مرکب لفظ ہے جو قر و آن دو لفظوں سے مرکب ہے۔ مسلمان لوگ عام طور پر اِس کے مصدری معنے "پڑھنا" لیتے ہیں لیکن یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ یہ لفظ مصدر نہیں ہے۔ اور لفظ فرقان کے وزن پر ہے جس کے معنے مسلمان اِسم فاعل کے کرتے ہیں یعنی "فرق" کرنیوالا" حالانکہ دونوں لفظ قران و فرقان بروزن فعلان ہیں۔ پس اِس صورت میں قران کے صحیح معنی "پڑھ۔ اب" ہوئے۔

اللہ میاں پر بہتان

اب اِس کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ قران کا مصنف کون ہے؟ یہ سوال جیسا پیچیدہ و دقیق ہے ایسا ہی ضروری بھی ہے کیونکہ

قرآن کے متعلق سارا جھگڑا یہی ہے کہ یہ کس کی تصنیف ہے اور یہ جھگڑا یوں پڑا کہ عام
پر ایک کتاب کے سرورق پر اُس کے مصنف کا نام ہوا کرتا ہے لیکن قرآن کے سرورق
پر اس کے مصنف کا نام ندارد ہے پس اسی وجہ سے دنیا اس کے متعلق تاریکی میں ہے
عام مسلمانوں کا تو یہ دعویٰ ہے کہ یہ کتاب اللہ میاں کی تصنیف ہے۔ لیکن حق پسند عا
نہ صرف اس خیال کو تمسخر انگیز ہی خیال کرتے ہیں بلکہ بیچارے اللہ میاں پر ایک قسم
شرمناک بہتان سمجھتے ہیں کیونکہ لفظ اللہ میاں سے اگر مسلمانوں کی مراد اُس ہی پاک
پروردگار سے ہے جسے پرماتما پرمیشور یا گاڈ کہتے ہیں۔ تو قرآن جیسی کتاب کو اس
تصنیف قرار دینا واقعیٔ اُس کی ہتک کرنا ہے۔ ہاں اگر مسلمانوں کے خیال میں اللہ
کوئی اور ہی وجود ہے تو بات دوسری ہے۔ برخلاف اس کے آریوں و عیسائیوں کا
ہے کہ قرآن محمد صاحب کی اپنی ہی تصنیف ہے۔ جسے انہوں نے اپنا مطلب نکالنے
کے لئے اللہ میاں کے نام سے دُنیا میں رائج کرنا چاہا۔ لیکن میں ایمان سے کہونگا
جیسا مسلمانوں کا خیال اللہ میاں پر بہتان ہے ویسا ہی عیسائیوں و آریوں کا خیا
محمد صاحب پر ایک قسم کا بہتان ہے۔ کیونکہ محمد صاحب خدا کے فضل سے اتنے لک
پڑھے ہی نہ تھے کہ وہ قرآن جیسی کتاب تصنیف کر سکتے۔ مگر اس سے میرے مسلمان
بھائیوں کو یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ محمد صاحب کورے اُمّی یعنی ناخواندہ تھے نہیں
نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ محمد صاحب کے بارے میں جیسا عالم ہونے
خیال لغو ہے ویسا ہی بالکل اُمّی ہونے کا بھی جھوٹ ہے۔ بلکہ اصلیت یہ ہے کہ جہا
تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ محمد صاحب نہ تو عالم ہی
نہ کورے جاہل ہی بلکہ کچھ تھوڑے بہت پڑھے ہوئے تھے۔ جس کی تائید ذیل سے
سے بخوبی ہو سکتی ہے

محمد بن عبداللہ	بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جب محمد صاحب معہ اپنے یار غار

مکہ جاتے ہوئے بمقام حدیبیہ پہنچے اور لشکر کفار نے آپ کو گھیر لیا تو آنحضرت
صُلح کرنے پر مجبور ہُوئے اور آخر معاملہ یہ طے پایا کہ باہمی ایک صلحنامہ لکھا جائے
اور آئندہ جنگ وجدل سے احتراز کیا جائے۔ خیر صلحنامہ لکھا گیا اور محمد صاحب
کے دستخط کرنے کا وقت آیا۔ اِس پر جھگڑا پڑا کہ محمد صاحب کے ہمراہی علی
وغیرہ تو یہ کہتے تھے کہ صلحنامہ پر دستخط "محمد الرسول اللہ" کے الفاظ میں ہونگے
اور کفار کہتے تھے کہ نہیں محمد صاحب اپنے دستخط ٹھیک الفاظ یعنی محمد بن عبداللہ
یعنی محمد ولد عبداللہ میں کرنے پڑینگے۔ خیر نوبت یہانتک پہنچی کہ حضرت علی نے
صلحنامہ پر محمد الرسول لکھدیا۔ اِسپر مخالف بگڑ گئے۔ اور اُنھوں نے تلوار کے زور
سے کام نکالنا چاہا۔ جب محمد صاحب نے یہ دیکھا کہ جس بات سے بچنے کے لئے
صلح کرنی پڑتی ہے وہ مفقود ہوئی جاتی ہے تو آپنے جھٹ حضرت علی کے ہاتھ
سے قلم لے حضرت علی کا محمد الرسول کاٹ اِس کے بجائے خود محمد ابن عبد لکھدیا
اسیطرح ایک حدیث میں ذکر آیا ہے کہ جب محمد صاحب مرنے لگے تو مرتے وقت
آپ نے فرمایا کہ مجھے قلم ودوات لاؤ تاکہ میں وصیت نامہ لکھ مروں اسی طرح
ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ مامات محمد الا قد قرء وکتب یعنی نہیں مرا محمد مگر لکھا
اور پڑھا۔ غرضیکہ اِن جملہ شہادتوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کے
مطابق نہ تو محمد صاحب بالکل اُمّی ہی تھے اور نہ بعض لوگوں کے خیال کے مطابق اتنے
عالم ہی کہ قران جیسی کتاب تصنیف کرسکتے۔

قران کی جان

پس قران کی تصنیف کے الزام سے محمد صاحب واللہ میاں دونوں
بری ہیں کیونکہ جیسا کہ مزید شہادتوں سے ثابت کرینگے۔ اللہ میاں
توکسیطرح بھی قران کی تصنیف کے ذمہ دار ہو نہیں سکتے اور محمد صاحب میں اتنی
قابلیت تھی نہیں کہ وہ کوئی کتاب تصنیف کرسکتے۔ کیونکہ مسلمان تو آنحضرت کو پورا اُمّی

یعنی ان پڑھ مانتے ہیں۔ اور ایک اُمی کے لئے کوئی کتاب لکھنا ناممکن سا امر ہے۔
میں محمد صاحب کو بالکل اُمی مانکر اُن کی ہتک نہیں کرنا چاہتا اور بڑے زور کیسا
اس بیرحمانہ الزام کی تردید کرتا ہوں جو مسلمان لوگ آنحضرت پر لگانے کے عادی
ہوگئے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ محمد صاحب ایسے
تھے کہ قرآن جیسی کتاب تصنیف کر سکتے۔ بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ قرآن کا
مصنف جبرائیل نامی ایک سریانی تھا

خدائی لیٹر بکس

اور وہ ہی خدائی لیٹر بکس تھا جس کے ذریعہ مسلمان لوگ
میاں کے پیغامات کا محمد صاحب تک پہنچنا مانتے اور جانتے

مگر یہ خدائی لیٹر بکس کیسا اور کس شکل و شباہت کا تھا اس کے متعلق مسلمانوں کے
بہت ہی عجیب و غریب خیالات ہیں مثلاً احادیث کا بیان ہے کہ جبرائیل
ہیڈ فرشتوں کے ایک فرشتہ تھا جس کا کام اللہ میاں کی طرف سے پیغمبروں۔
پاس وحی لانا تھا اُس کا قد لمبائی میں زمین سے آسمان تک تھا۔ یعنی اُس کے
پانوں زمین پر اور سر آسمان پہ رہتا تھا۔ اس کے چھ سو پر تھے اور ہر ایک
پر کی لمبائی مشرق سے مغرب تک تھی۔ لیکن درحقیقت یہ سب حدیثوں کے
ہیں اور اصل میں معاملہ یہ ہے کہ جبرائیل مکہ کا رہنے والا ایک عالم یہودی تھا
وہ نہ خدا کا لیٹر بکس تھا اور نہ ہرکارہ نہ آسمان سے زمین تک لمبا تھا نہ چھ سو
والا بھنگم پرند۔ بلکہ مکہ کا رہنے والا ایک معمولی مگر چلتا ہوا انسان تھا جسے اہل
اس کے مخفف نام یعنی جبر سے پکارا کرتے تھے اور جبر مکہ میں تلواروں پر صیقل کرنے
پیشہ کیا کرتا تھا۔ جبرئیل کا پیشہ عام نگاہوں میں گو کسیقدر ذلیل تھا لیکن اس
علمی قابلیت و مذہبی واقفیت ان دنوں شہرہ آفاق تھی۔ اور اپنے کام دھندے سے
فارغ ہو کر سدا جب جبرائیل توریت و انجیل کی کتابیں پڑھا کرتا میں اپنی دکان

بیٹھ کر کیا کرتا تھا تو بہت سے لوگ اسے سُننے کے لیے جمع ہو جایا کرتے تھے اور حضرت

محمد تو خصوصیت کے ساتھ اس کی کتھاؤں میں شریک ہوا کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ

رفتہ رفتہ دونوں کی آپس میں دوستی ہوگئی اور ایک دوسرے کے گھر آنے جانے لگے

اور یہاں تک دوستی بڑھی کہ جبرائیل حضرت محمد کے گھر بہت کثرت سے آنے جانے لگا۔

ادھر حضرت محمد کا دماغ ہر وقت آسمان پر رہتا ہی تھا پس آپنے جبرائیل کی دوستی کو غنیمت

جانا اور جب رات کے وقت جبرئیل اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر آتا علاوہ محمد صاحب

دینی مسائل کے سمجھانیکے دو چار آیت بھی بنا کر دے جاتا جنہیں صبح کے وقت حضرت

اپنے یار غاروں کو سُناتے اور فرماتے کہ خدا کی طرف سے رات مجھپر یہ آیت نازل ہوئی

بھی لیکن عُمر تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے۔ جب اس طرح محمد صاحب پر خدائی آیات

کے نازل ہونے کا عام چرچا ہُوا تو جاننے والوں نے فوراً اس خبر کی تردید کر دی

اور عوام پر آپکا راز فاش کر دیا کہ یہ رات کو جبرائیل سے آیات بنوا کر پڑھتے ہیں اور صبح

ان ہی کو وحی تبلاتے اور سُناتے ہیں غرضیکہ جہانتک بھی مذہبی تواریخ کا مطالعہ کیا جاتا

ہے اس سے صاف پتہ لگجاتا ہے کہ دراصل جبرئیل ایک مکہ کا رہنے والا ایک عالم

یہودی تھا جو حضرت محمد کا گاڑھا دوست تھا۔ اب اِس بات کو تو تمام مُسلمان مانتے

ہیں کہ حضرت محمد کو کل آیات قرانی جبرئیل سے وصول ہوئیں اور ہم بھی مانتے ہیں

صرف اختلاف اتنا ہی ہے کہ مُسلمان جبرئیل کو آسمان سے زمین تک لمبا مشرق

سے مغرب تک لمبے چھ سو پروں والا خدائی لیٹر بکس تبلاتے ہیں اور ہم جبرئیل کو

ایک عالم یہودی مانتے ہیں جو محمد صاحب کو توریت و انجیل پڑھاتا اور یاد کراتا تھا

قرآنی آیات بناتا تھا اکثر محمد صاحب کے گھر آتا جاتا تھا

لیکن اس ضروری سوال کا فیصلہ	مگر اس معاملے میں ہمارا و مسلمانوں کا فیصلہ کرنا دشوار

کے ہاتھ ہے۔ اور جبرئیل کی حکایات پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ جھگڑا طے ہو جاتا ہے
لیکن سیدھے سادے مسلمانوں کو یہ سنکر شاید رنج ہو کہ واقعات ہماری طرف ہیں
اور ایک ایک واقعہ زبان حال سے ہماری تائید کر رہا ہے اور گو جبرئیل کے متعلق
جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ بجائے کسی نرپکش مورخ کے سب متعصب مسلمان حضرات
محمد کے متعصب چیلوں کے قلم سے نکلا ہے مگر لطف تو یہی ہے کہ ان کے اپنے بیان
کردہ جھوٹ سچ ومبالغہ آمیز واقعات بھی ان کی اپنی تائید نہیں کرتے۔ برخلاف
اس کے ہر ایک واقعہ ہماری صداقت کی شہادت دے رہا ہے۔ دیکھئے۔

پہلی تائید حدیث کسا میں آیا ہے کہ ایک روز اللہ میاں سے برکت وصول
کرنے کے لئے حضرت محمد معہ بی بی فاطمہ۔ حضرت علی۔ حسن حسین
ایک چادر کے نیچے بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک اور شخص بھی باہر سے آکر چادر کے
اندر گھس گیا! اسپر بی بی فاطمہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ ابا یہ کون ہے؟ اسپر حضرت نے
جواب دیا کہ "بیٹا یہ جبرئیل ہے" یہ واقعہ صاف الفاظ میں ہمارے بیان کی تائید کرتا
ہے۔ کیونکہ اگر دراصل جبرئیل زمین سے آسمان تک لمبا اور مشرق سے مغرب تک
چوڑا ہوتا تو ایک چھوٹی سی چادر میں کیسے سما جاتا۔؟ مسلمان بھائی غور کریں۔

دوسری تائید ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت محمد صاحب کے گھر میں کچھ کھانا
کو نہ رہا اور آپ کو فاقہ کشی کرتے کئی روز گذر گئے لیکن جب
آپ فاقہ کشی کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور بھوک سے بیتاب ہو گئے تو بی بی فا
کے گھر پہنچے اور اس سے کھانا طلب کیا تو جواب دیا کہ یہاں خود تین روز سے فاقہ
جا رہے ہیں اتنے ہی میں اتفاقاً محمد صاحب نے بی بی فاطمہ کے چولھے پر ایک ہانڈی
چڑھی دیکھی اور اُدھر بڑھ کر ہنڈیا کا ڈھکنا اُتارتے ہوئے پوچھا کہ اس میں کیا پک رہا
ہے۔ بی بی فاطمہ نے جواب دیا کہ بچوں کو بہکانے کے لئے پتھر ہنڈیا میں ڈال کر چڑھا

دیے ہیں اور دراصل معاملہ ایسا ہی تھا۔ یہ دیکھکر حضرت وہاں سے جنگل کی طرف گئے
اور ایک چرواہے سے دریافت کیا کہ مجھے کہیں مزدوری بتلا چرواہے نے کہا کہ میں بہت
سی بھیڑ بکری حضرت محمد کے لئے بطور ہدیہ مکہ لیجا رہا ہوں انھیں اُن تک پہنچا دے
تو تجھے بہت کچھ دونگا حضرت نے کہا کہ مجھے اِس سے کیا کام تو مجھے کوئی مزدوری بتلا
دے۔ تب چرواہے نے بتلایا کہ یہاں قریب ہی ایک بادشاہ کا لشکر آیا پڑا ہے اور
اس کے گھوڑوں کو کنوؤں سے کھینچکر پانی پلانے پر بہت سے مزدور لگے ہوئے ہیں
جا تو بھی وہیں مزدوری کرلے۔ محمد صاحب یہ سُنکر چلدئے اور بادشاہ کے لشکر میں
پہنچے اور مزدوری کے لئے درخواست کی۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا تو بھی اِن مزدوروں
کے ساتھ ملکر پانی کھینچ۔ انھیں دس دس خرمہ یعنی کھجور بطور مزدوری ملتی ہیں
تجھے بھی ملجائینگی۔ خیر قصّہ کوتاہ حضرت نے کنوئیں سے پانی نکالنا شروع کیا اور بادشاہ
نے آپ کے لئے کچھ کھانا بھیجدیا۔ بھوکے تو تھے ہی کھانا کھانے لگے۔ لیکن ابھی پہلا
ہی لقمہ دیا تھا کہ جبرئیل پیچھے ہی پیچھے آن پہنچے اور حضرت سے کہنے لگے کہ "حسن حسین تیری
چھوٹے چھوٹے معصوم بچے تو گھر میں بھوکے بیٹھے ہیں اور تو کھانا کھا رہا ہے۔"
یہ سنتے ہی حضرت نے لقمہ پھینک دیا اور پھر کنوئیں سے پانی کھینچنے لگے اِس پر حضرت
جبرئیل نے غصہ میں آکر یا نہ معلوم کیوں آپ کے ڈول کی رسّی کاٹ دی اور ڈول
کنوئیں میں گر پڑا اور آپ کو اِس مزدوری سے بحکم بادشاہ علیحدہ ہونا پڑا۔ اِس
واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل ایک سمجھدار اور حضرت کا خیرخواہ شخص تھا
نہ کہ کوئی بہنگم وجود

1/144

تیسری تائید

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت محمد معہ صحابہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے
کہ ایک خوبصورت شخص عمدہ لباس زیب تن کئے آپ کے پاس
آیا اور سلام وعلیکم کرکے دوزانو بیٹھ گیا اور محمد صاحب سے اسلام کے متعلق

کیا چیز ہے وغیرہ محمد صاحب نے اِن سب سوالات کا جوابدیدیا - اور آخر تک وہ شخص
بات چیت کر کے چلا گیا اِس کے چلے جانے کے بعد محمد صاحب نے صحابہ سے کہا کہ تُم
جانتے ہو کہ یہ کون شخص تھا - یہی جبرئیل تھا - یہ واقعہ بھی ہماری زبردست تائید میں ہے

چوتھی تائید

ایک وقعہ کا ذکر ہے کہ بی بی فاطمہ اپنے گھر میں بیٹھی زار زار رو رہی تھیں -
کہ اتنے میں حضرت جبرئیل بھی آوارد ہوئے اور فاطمہ کو روتے دیکھ
کر حضرت محمد سے پوچھا کہ آج فاطمہ اِس طرح کیوں رو رہی ہیں - حضرت نے فرمایا
کہ اِس ہی سے پُوچھو - جبرئیل پھر فاطمہ کے پاس آیا اور کہا کہ بی بی تم کیوں روتی ہو
تھیں کیا تکلیف ہے وغیرہ وغیرہ - بی بی فاطمہ نے جوابدیا کہ تم اللہ میاں کی طرف سے
آئے ہو یا خود ہی پوچھتے ہو جبرئیل نے کہا کہ اللہ میاں کی طرف سے آیا ہوں -
فاطمہ نے جوابدیا کہ اگر اللہ میاں کی طرف سے آئے ہو تو جاؤ اللہ میاں سے پُوچھ کر
آؤ کہ تُمھارا سب سے بڑا اور افضل کیا نام ہے - فاطمہ کی بات سُنکر جبرئیل باہر گیا
اور تھوڑی دیر بعد آکر کہنے لگا کہ میں اللہ میاں سے پُوچھ آیا ہوں - اُنھوں نے کہا ہے
کہ میرا سب سے افضل نام "صمد" یعنی "لاپرواہ" ہے - یہ سُنکر بی بی فاطمہ بولیں کہ بس
میں اِس ہی لئے روتی ہوں کہ وہ تو لاپرواہ ہے پھر اسے نبی کی کیا ضرورت - اور
کسی کی کیا پرواہ -

تائید مزید

علاوہ بریں حضرت محمد کے گھر آنا جانا - حضرت کو پانچ وقتی نماز سکھلانا
وضو کرنے کے طریق بتلانا - حضرت کے نواسوں حسن حسین کے لئے
عید بقر عید وغیرہ تیوہاروں پر کپڑے لانا - حضرت کے کُنبے کے لئے ادویات بنانا
اور نسخے بتلانا مسجد میں آنا جانا اور حضرت کا نمازیوں کو بتلانا کہ یہی جبرئیل ہے یہ
سب ایسے واقعات ہیں کہ جن سے کوئی ذی ہوش آنکھیں بند نہیں کر سکتا - اور جتنے

صاف پتہ لگتا ہے کہ دراصل جبرئیل ایک مکہ کا رہنے والا عالم شخص تھا جس سے حضرت کی گہری دوستی تھی اور فی الواقع یہی شخص قران کا مُصنف ہے اور حضرت محمد اس ہی دوست کی بدولت پیغمبر بنے۔ پس جبکہ واقعات سے یہ صاف ثابت ہے کہ جبرئیل ایک عالم انسان تھا اور اس امر میں ہمارا و ہمارے مسلمان دوستوں کا اتفاق کُلّی ہے کہ تمام قران حضرت محمد کو حضرت جبرئیل نے پڑھایا و سکھلایا تو معاملہ صاف ہے کہ جبرئیل ہی قران کا اصل مصنف ہے اور کُل کتاب اس ہی کے دماغ کی اختراع ہے

قران کے کاتب

ہاں جیسا کہ ہم اوپر بتلا آئے ہیں دراصل جبرئیل ایک عالم شخص تھا۔ قران کی آیتیں بنا کر محمد صاحب کو بوقت شب یا کسی ایسے وقت میں جبکہ محمد صاحب کے پاس غیر لوگ نہوں آپ کو یہ آیات پڑھا اور یاد کرا جایا کرتا تھا اور محمد صاحب پھر اگلے روز وہ آیتیں لوگوں کو سُنا کر کہا کرتے تھے کہ رات مجھپر یہ وحی نازل ہوئی مگر چونکہ خود اتنی قابلیت نہ تھی کہ ان آیات کو قلمبند بھی کر لیا کرتے اور روز روز کی آیات کا یاد رکھنا محال تھا لہذا آپ کا دستور تھا کہ آپ مندرجہ ذیل اشخاص میں سے کسی ایک سے وہ آیتیں قلمبند کرا لیا کرتے تھے۔ کاتبوں کے نام یہ ہیں۔ ابوبکر۔ عُمر۔ عُثمان۔ علی۔ ادبی ابن کعب۔ زید ابن ثابت۔ طلحہ ابن عبداللہ۔ سعد ابن وخاص۔ عامر ابن فہیرہ۔ ثابت ابن قیس۔ خالد۔ سعید۔ ابان حکم۔ عکنۃ العسل۔ حنظلتہ ابن ربیعہ۔ معاویہ۔ عمر ابن عاص۔ عبیدہ ابن جراح معاذ ابن حبل۔ زید ابن ثابت۔ ابن ضحاک انصاری۔ مروان وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ علماء اسلام قران کے چالیس کاتب مانتے ہیں جن میں سے ہم نے چند ایک مشہور مشہور اشخاص کے نام دیئے ہیں

دونوں کی بریت

پس مندرجہ بالا واقعات سے قران کی تصنیف و تالیف کے الزام سے اللہ میاں و محمد صاحب دونوں بری ہو گئے

اور معلوم ہو گیا کہ ان بیچاروں کا قران کی تصنیف

و تالیف میں کوئی بھی حصہ نہیں ہے۔ اور

اللہ میاں مسلمانوں کے اور محمد

صاحب آریوں کے اس

الزام سے کہ انھوں

نے قران بنایا

بالکل بری

ہیں

از قلم

مسلمانوں کو عرصہ سے یہ گھمنڈ تھا کہ ہمارا قران بلاغت و فصاحت میں ایسا لاثانی ہے کہ کوئی شخص اس کی ایک آیت کی مانند بھی کوئی آیت نہیں بنا سکتا۔ بھولے بھالے ہندوستانی مسلمانوں کے اس وہم کو دور کرنے کے لئے جناب مولانا غلام حیدر صاحب نے تقریباً دو ماہ سے اخبار "مسافر آگرہ" میں قران مجید کے مقابلہ قران جدید نکالنا شروع کیا ہے جس میں قران مجید کی ہر ایک آیت کے مقابلہ پر کیا بہ لحاظ فصاحت و بلاغت اور کیا بہ لحاظ خیالات اس سے کہیں بڑھ چڑھکر مولانا موصوف نے اپنی بنائی ہوئی آیت پیش کی ہیں قران جدید نے اسلامی کیمپ میں ایک زبردست ہلچل پیدا کر دی ہے۔ علاوہ بریں مولانا موصوف آجکل مسافر کا ایک خاص حصہ اپنے زبردست قلم سے ایڈیٹ کر رہے ہیں۔ پس اگر آپ کو مولانا موصوف کے عالمانہ دلچسپ مضامین دیکھنے کا شوق ہو تو "مسافر" منگا کر دیکھئے۔ المشتہر مینجر اخبار مسافر آگرہ

ہندو جاتی سیوا سلسلہ نمبر ۱ کی رپورٹ کارروائی

و

نتیجہ تحقیقات سوال

(۱) ہندو کیوں کم ہو رہے ہیں؟

نیازمند

اپنے برادر بزرگوار لالہ ہرجی رام جی بھنڈاری پلیڈر چیف کورٹ

فیروزپور کی خدمتمیں انکی صاف دلی، سادگی، نیک نیتی، امن پسندی،

شردھا بھاؤ، قبیلہ پروری، اور جو احسان مجھپر کیے۔ اُن کی

ادنے شکر گذاری میں

ہندو جاتی سیوا کے متعلق اپنی یہ پہلی ناچیز کوشش

نہایت ادب سے ارپن کرتا ہے

داس رام رکھامل

عرضِ مدّعا

کچھ عرصہ ہوا۔ موڈرن ریویو کے ایڈیٹر صاحب کی قلم سے نکلا ہوا "ہندوؤں کی تعداد" پر
ایک مضمون میری نظر سے گذرا۔ اسمیں سرکاری کاغذات کی بنا پر جتلایا گیا ہے۔ کہ عرصہ دس سال میں
.... ۶۶ ہندو گھٹ گئے ہیں۔ جیسا کہ پمفلٹ موسومہ "ہندو قوم زندہ رہیگی" اور کیونکر
کے پڑھنے سے روشن ہوگا۔ میں پہلے سے ہی اس مسئلہ کے بچار میں غمناک رہتا تھا۔ "موڈرن ریویو"
کا یہ پیغام سچ مچ چونکا دینے والا تھا۔ بقول کسے

سمندِ ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

میں اپنی معمولی حیثیت میں بھی زوال قوم ہنود کے ضروری مسئلہ کے حل کے واسطے طیار ہوا۔ میں دیکھتا
تھا۔ کہ دنیا کی زندہ اور سمجھدار قومیں جہاں علم و ہنر میں مردہ اور بے سمجھ قوموں سے آگے بڑھتی جا رہی
ہیں۔ وہاں ترقی تعداد میں بھی کچھ کم کوشاں نہیں۔ ادھر ہم ہیں کہ تعداد افراد قوم کے سوال کو کسی
توجہ کا مستحق ہی نہیں سمجھتے۔ ہاں اپنی قابلیت کا بڑا حصہ یا تو دقیق فلسفیانہ مسئلوں کی ناکار آمد
چھیڑ چھاڑ اور یا بیہودہ نویسی و موہوم مضامین پر لکچر دینے میں خرچ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ
میرا خیال بلکہ یقین ہے کہ اس مسئلے اور اس کے حل کے لئے ہندو قوم کی سب سے پہلی توجہ
درکار ہے۔ میرا یہ بھی یقین ہے کہ بہت کم ہندوؤں کو اپنی کمی تعداد کا علم ہے۔ اس لئے ہمارے
سامنے یہ ایک بڑا بھاری کام ہے۔ کہ اول تو قوم کو جتلایا جاوے۔ کہ جہاں اور قومیں بلحاظ تعداد
ترقی کر رہی ہیں۔ وہاں ہندو دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ اور روزانہ کمی کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ قوم ایک دن
ختم ہو جائیگی۔ جیسا کہ غافل قوموں کے نابود ہو جانیکی تاریخ گواہی دیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس
کمی کے کیا کیا سبب ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ اسکا علاج کیا ہے۔ جو ذریعے ان امور کو قوم کے

گوشزن کرنے کے لیئے اختیار کئے جانے ضروری ہیں۔ ان پر خرچ درکار ہے۔ جس کے لیئے میں نے ایک رقم مخصوص کردی ہے۔

چنانچہ

آزمائشاً اسبارہ میں مضامین لکھنے کیواسطے معمولی ابتدائی انعامات پیش کئے گئے اور ۲۳-۲۴-جنوری سنہ ۱۹۰۸ء کے اخبارات میں اشتہار شایع کیا گیا:-

یہ میری معمولی ابتدائی کوشش محض اس غرض سے ہے۔ کہ ہندو قوم کی تمام خرابیوں کا ہندوستان کے تمام حصوں کے خیرخواہان قوم۔ لائق معززین کی قلم سے نکلا ہوا خاکہ قوم کی خدمت میں پیش کردوں۔ تاکہ سبھائیں اور سوسائٹیں جو سُدھار کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ وہ اپنے مقررہ کام کے ساتھ ساتھ ان خرابیوں میں سے اسقدر کو جو اُنکے امکان میں ہوں۔ دور کرنیکی سعی کریں اور لگاتار کوشش جاری رکھیں۔ اور ہر ہندو بھائی اپنی زندگی میں ان خرابیوں یا ان علاجوں میں سے کسی ایک کے متعلق کوئی نہ کوئی عملی کام کرنا اپنا فرض سمجھے:-

---

اشتہار کا مضمون حسب ذیل تھا

ہندو جاتی سیوا کے سلسلہ نمبر (۱) میں پچھتر (۷۵) روپیہ کے پانچ

انعام

پچیس ۲۵ روپیہ کا ایک انعام سب سے عمدہ مضمون کے لیئے

پندرہ پندرہ ۱۵ روپیہ کے دو انعام دوسرے درجہ کے دو مضمونوں کے لیئے

دس دس ۱۰ روپیہ کے دو انعام تیسرے درجہ کے دو مضمونوں کے لیئے

اُن بھائیوں کو بطور شکرانہ دیئے جائینگے۔ جو مضمون ذیل پر زیادہ سے زیادہ دو صفحہ فلسکیپ کے بجروف خوشخط عام فہم اور سادہ انگریزی اردو ہندی یا گورمکھی میں لکھکر اخیر اپریل سنہ ۱۹۰۸ء تک میرے پاس بھیجدینگے۔ اور ہندو قوم کی زندگی و دت کے اس سوال کے حل میں حصہ لیکر دنیا و عاقبت کی راحت و ثواب کے حصہ دار بنینگے۔ مضمون زیر غور یہ ہے:-

سرکاری کاغذات مردم شماری سے نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ جہاں سنہ ۱۸۹۱ء میں ایک سیکڑا ہندو تھے۔ وہاں سنہ ۱۹۰۱ء میں ۳ء کم ہوکر ۷ء۹۹

رہ گئے ہیں - حالانکہ اسی دس سال کے عرصہ میں مسلمان اور عیسائی
بھائی تعداد کی بجائے ۱۰۹ سے لیکر ۱۲۳ تک بڑھ گئے ہیں - ہندوؤں
میں اس روزافزوں کمی کے کیا سبب ہیں - انکا کیا علاج ہے - یہ
علاج کس کے ہاتھ میں ہے - کب اور کون شروع کریگا - اور
بصورت کچھ نہ کرنیکے یہ کمی ہندو جاتی کا ناس تو نہ کرے گی ؟

پڑتال مضامین اور تجویز انعامات کا کام بسرپرستی جناب سردار بہادر رسالدار پرتاب سنگھ صاحب ای - اے - سی - پریذیڈنٹ کونسل ریاست فریدکوٹ تین لائق اور معزز اصحاب کی کمیٹی نے بخیال حب قومی مفت کردینا منظور فرمایا ہے - قوم کے ہر بچہ کا فرض ہے - کہ اس سوال کی طرف توجہ دیکر اس قدیم عالیشان مگر اب گری ہوئی قوم کو بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور حصہ لے - عمدہ مضامین معہ فہرست اسماء ان اصحاب کے جو معمولی سے معمولی مضمون بھی بھیجکر یا اور طور پر حصہ لینگے - چھپوا کر ہندو قوم کی توجہ اور اطلاع کے لئے مفت شائع کئے جائینگے اس لئے ہندو اخبارات سے خصوصاً اور دیگر معزز و نیکی پسند اخبارات سے عموماً عرض ہے کہ وہ اپنا اپنے اخبارات میں بخیال مروت قومی و امداد باہمی اس معروضہ کو چھاپ کر اس نیک کام میں حصہ لیں :-

فقط

نیازمند
رام رکھامل

چنانچہ اصحاب ذیل "ہمدردان قوم" نے عمدہ مضمون اپنا بیش قیمت وقت خرچ کرکے لکھے - اور کمیٹی میں بھیجے :-

(۱) ڈاکٹر گنگا رام صاحب بازار سید مٹھہ لاہور (۲) بابو ایم - ایل - بانرجی اوپادھیائے صاحب رائے بہادر میلا رام کمپونڈ بھاٹی دروازہ لاہور - (۳) لالہ موہن لال صاحب محرر سررشتہ صفائی بندوبست مراد آباد (۴) لالہ ہری چند صاحب ہیڈ ماسٹر بورڈ سکول چونیاں - ضلع لاہور - (۵) لالہ پرمانند صاحب عرائض نویس کبیروالا - ضلع ملتان - (۶) بابو ہیرا لال صاحب گپتا سٹوڈنٹ سٹریٹ رڑکی ضلع سہارنپور (۷) لالہ دیوی شنکر صاحب مچھی ہٹہ کوچہ مدی شاہ لاہور (۸) لالہ بنواری لعل صاحب سٹلمنٹ افیسر مراد آباد (۹) لالہ بھولا ناتھ صاحب مینیجر کوٹھی لعل چند موتی رام ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور -
(۱۰) لالہ دیو بدت صاحب اوجھا - گمٹی بازار - بھجروچی لاج - لاہور (۱۱) لالہ سری کرشن صاحب معرفت لالہ شیو نرائن صاحب بی - اے - پلیڈر امرتسر (۱۲) لالہ جیا رام صاحب سرنہ

وثیقہ نویس ملتان شہر (۱۳) لالہ فقیر چند صاحب اتالیق صاحبزادہ لالہ ٹھاکر داس صاحب کنٹر کٹر ڈنڈوت
کالیری۔ ضلع جہلم (۱۴) لالہ گوردتا رام صاحب چوگھہ ودیارتھی گڈھ مہاراجہ ضلع جھنگ ۔ (۱۵) بابو
کانجی گوردھن داس بدھ دیو طالب علم کاٹھیاواڑ ہائی سکول جماعت ہفتم اے راجکوٹ بیدی گیسٹ
(۱۶) پنڈت دمودر لعل صاحب سیٹم قانونگو بندوبست حصار (۱۷) لالہ سالگرام صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی میونسپل کمیٹی بفہ
ضلع ہزارہ (۱۸) سردار گلاب سنگھ صاحب سٹوڈنٹ میڈیکل کالج لاہور (۱۹) سردار وزیر سنگھ صاحب
معرفت لالہ بجیا ناتھ صاحب پلیڈر حصار (۲۰) لالہ رام کرشن صاحب سیکنڈ ماسٹر سٹیٹ سکول سامانہ
ریاست پٹیالہ (۲۱) شیخ محمد عبد المجید صاحب محلہ کھتریاں ٹوہانہ ضلع حصار (۲۲) بابو ہربدیت صاحب گپتا
پرانا بازار ہاپوڑ (۲۳) پنڈت گور سہائے اگنی ہوتری معرفت پنڈت مکٹ پرشاد۔ پوایام ضلع شاہجہان پور
(۲۴) ایک طالب علم × معرفت لالہ کرپا شنکر صاحب امرت سر منل گیسٹ (۲۵) لالہ بابو رام ہری صاحب محرر
پنجاب برادر کمپنی کراچی (۲۶) لالہ زور آور چند صاحب کوچہ حاکم رائے اندرون بھاٹی دروازہ لاہور (۲۷)
سردار جے سنگھ صاحب معرفت سردار ہری سنگھ صاحب راولپنڈی شہر (۲۸) سردار ارجن سنگھ صاحب
کلرک دفتر کنٹرولر صاحب اکونٹس برانچ راولپنڈی (۲۹) لالہ خوشحالی رام صاحب ورنا سٹیشن ماسٹر
شہری ضلع سبی بلوچستان (۳۰) لالہ پرمیشوری داس صاحب حویلی جگل کشور چاندنی چوک۔ دہلی
(۳۱) لالہ باوا دتا صاحب معرفت سالی برادرس ایجنسی ہانسی (۳۲) لالہ رام بہادر لعل صاحب خلف منشی رام
نراین صاحب محلہ چاہ کنکر بانس بریلی (۳۳) منشی سمپار چند صاحب ملازم پنڈت راجندر پرشاد بی اے
وکیل مظفر گڈھ (۳۴) لالہ رامچند صاحب تھرڈ ماڈل کلاس۔ کھٹبہ ڈبل انیٹ متصل تکیہ خانہ ڈاک خانہ
ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور (۳۵) لالہ رام بہاری صاحب درجہ ہفتم سکول آریہ سماج بریلی ۔ (۳۶) لالہ گوکل چند
صاحب عرضی نویس درجہ اول صدر نورپور ضلع کانگڑہ ۔ (۳۷) لالہ لچھمی سہائے ولد مہتہ بھاگ رائے
کمالیہ ضلع منٹگمری (۳۸) لالہ حضوری لعل صاحب لودھانہ (۳۹) لالہ راجی مل صاحب بھسین کھتری
دوکاندار لانگ بازار ضلع لکھالرٹ آسام بنگال ریلوے (۴۰) لالہ جانن رام صاحب ہفت زبان
معرفت پنڈت جوتی رام صاحب ٹیلیفون ماسٹر پٹیالہ (۴۱) لالہ گوبند رام صاحب کوچھڑ میونسپل کمشنر
چونیاں ضلع لاہور (۴۲) لالہ بھگت رام صاحب سیکنڈ ماسٹر چھاونی فیروزپور سکول (۴۳) سردار
سیا سنگھ صاحب ڈاکٹر ہاسپٹل سیکر راجپوتانہ (۴۴) لالہ برکت رام صاحب مہاجن چک نمبر ۳۰۰
ضلع لائل پور۔ نوآبادی چناب (۴۵) لالہ رگھبیر دیال صاحب محلہ "قانونگویاں مرادآباد (۴۶) لالہ رام
کرشن صاحب بھنڈاری ٹیچر آریہ سکول ہوشیارپور (۴۷) بخشی بالمکند صاحب چھبر بازار تلواڑاں
راولپنڈی شہر (۴۸) پنڈت بدری دت صاحب شرما اوپدیشک آریہ سماج ٹھنڈی سڑک کانپور
(۴۹) سردار کشن سنگھ صاحب بنگلہ ہندوانہ ۔ جنگ برانچ۔ ضلع گوجرانوالہ (۵۰) بابو شو دیال سنگھ صاحب

سب اوورسیر نہر جمن غربی موجودہ تعیناتی موضع کلانٹ تحصیل نروانہ ریاست پٹیالہ (۵۱) لالہ گنپتی لعل
صاحب ولد لالہ ہمت رائے رئیس ہٹور تحصیل جگراؤں ضلع لودہانہ (۵۲) لالہ لچھمنداس صاحب کمپاؤنڈر
کمپونڈر شفاخانہ شرقپور ضلع لاہور (۵۳) بابو رادھاکشن صاحب موہن لال کوچہ تیلی وہیڈ کلرک اگزامینرز
آفس الف گڈس سیکشن لاہور (۵۴) لالہ جوالا پرشاد صاحب سہارنپور (۵۵) لالہ جینگو پال صاحب مدرس
مدرسہ سیر نگلہ تحصیل کوہمری (۵۶) بابو دیوی چند صاحب سگنیلر پرتاب گرل سکول فرید کوٹ (۵۷)
بابو کرم سنگھ صاحب کلرک محلہ میاں قطب الدین۔ راولپنڈی (۵۸) لالہ ہرچند صاحب بانبو سکرٹری
کھتری کانفرنس سنٹرل کمیٹی لاہور۔ (۵۹) لالہ کنھیا لعل صاحب مدرس مدرسہ چیچک ڈاک خانہ خاص ریاست
کلسیہ تحصیل موگا (۶۰) لالہ ہرچند صاحب سب اوورسیر انچارج اسسٹنٹ بنک سروے سیہر (سندھ) (۶۱)
بابو بنشی رام صاحب شرما ہیڈ ماسٹر انگریزی سکول نکوڑ ضلع سہارنپور (۶۲) بابو تارا چند صاحب
پوسٹ ماسٹر گوردا سپور حال رخصتی ہٹور ڈاکخانہ رائیکوٹ ضلع لودہانہ (۶۳) بابو مدن لعل صاحب
کپور انسپکٹر آف ورکس این۔ ڈبلیو۔ ریلوے محلہ پہلیاں سوتر منڈی لاہور (۶۴) ڈاکٹر جوتی شرما شیو کھشما
ودیارتھی معرفت رائے شنو ناتھ صاحب اگزیکٹو انجنیئر ملتان (۶۵) بابو کنھیا لعل صاحب شرما وکیل
بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ (۶۶) لالہ ہیرا نند صاحب تھوم کھتر پال سکنہ دھریہ ضلع شاہپور (۶۷)
بابو بیجناتھ صاحب پھگواڑہ ریاست کپورتھلہ (۶۸) بابو ایچ رائے۔ ایس۔ ڈی ہائی سکول ہوشیارپور
(۶۹) پنڈت گھنشیام شرما صاحب۔ راج سکول شاہپورہ۔ میواڑ (۷۰) ٹی۔ آر۔ رائے۔ بی۔ ایم زمیندار
بودھکہ ضلع یوتمل۔ برار (۷۱) پنڈت دیویا تال صاحب سابق سیمر وائز سکنہ موضع سلوی تحصیل
پنڈ دادنخان (۷۲) سردار ہرنام سنگھ صاحب گرداور قانونگو حلقہ سانگی۔ تحصیل رہتاس (۷۳) لالہ
کرتا رام صاحب ریکویہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ (۷۴) لالہ مولچند صاحب شرما آریہ وید کھیبانی ضلع
ہردوئی (۷۵) لالہ رامون لعل صاحب مقام گھونڈ ضلع جالون (۷۶) باوا رام پرشاد صاحب اوواسی
ہال بازار کٹرہ کنگیاں و محرم سالہ بابا سردیپ داس جی امرتسر (۷۷) ڈی پرمانند صاحب جیٹی سی ہی او ڈبلیو
اٹک (۷۸) پنڈت کشنانند صاحب جوتشی ڈسٹرکٹ سکول مرادآباد (۷۹) لالہ سنجو رام صاحب دکھوریہ
وید رتن مظفرنگر (۸۰) بابو بلدیو پرشاد صاحب ماسٹر راج سکول شاہپورہ۔ راجپوتانہ۔ میواڑ (۸۱) پنڈت
گنپت نکیت سوامی سابق سٹور کیپر۔ پی۔ این۔ آر۔ نین پید۔ ضلع منڈلا۔ ممالک متوسط (۸۲) سوامی
سورج سنگھ جی اوپدیشک معرفت سنگھ سبھا منڈلے۔ اپر برما۔ (۸۳) لالہ گووند سہائے صاحب ورما
دہرہ اگزامینر دفتر اکونٹنٹ جنرل کشمیر سرینگر (۸۴) لالہ پرکاش چندر صاحب شرمن معرفت
شانتی آشرم گجرات (۸۵) لالہ دیویدیال صاحب کھتری پاسی رائے کوٹ لودہانہ (۸۶) لالہ گرداری لعل
صاحب وج رئیس از قاضی پہاڑنگ ضلع سیالکوٹ (۸۷) مہتہ حاکم سنگھ صاحب ڈاکٹر ڈسکہ سیالکوٹ

(۸۸) پنڈت ہرسروپ صاحب پاٹھک سپروائزر قانونگو۔ نواب گنج بریلی (۸۹) پنڈت شودرشن صاحب بی۔ اے کوچہ پٹاریاں فیروزپور شہر (۹۰) لالہ تیجومل صاحب ایم۔ اے اورسیر جیری ٹی منسنڈ جیکب آباد (سندھ) (۹۱) لالہ شام لال صاحب بٹالوی ہیڈ ماسٹر آریہ سکول حصار (۹۲) لالہ اشیورداس صاحب برمٹ و سے انسپکٹر مردان ضلع پشاور (۹۳) لالہ ٹی۔ ڈی صاحب کشیپ مینیجر آریہ مسافر آگرہ (۹۴) لالہ گردھاری لعل صاحب گمہیانہ سکول ضلع جھنگ (۹۵) لالہ کرپارام صاحب کلرک ڈپٹی کمشنر جھنگ (۹۶) لالہ رادھاکشن صاحب مہتہ مینیجر سنٹرل جیل پریس لاہور (۹۷) لالہ گھسیٹو لعل صاحب ہائی سکول ایبٹ آباد (۹۸) پنڈت وشنودت صاحب شرما ہائی سکول انبالہ۔ (۹۹) لالہ دلارام صاحب گرداور قانونگو ڈاکخانہ لودھانہ (۱۰۰) لالہ ساگرچند صاحب چوپڑہ بی۔ اے بلب گڈھ (۱۰۱) لالہ رامچند صاحب اورسیر پبلک ورکس اجمیر (۱۰۲) دال جی گووندجی از راجکوٹ ضلع کاٹھیاواڑ (۱۰۳) منشی سردار سنگھ صاحب تھرپا مینیجر پیشکالہ حصار (۱۰۴) مادھوداس صاحب پوری از ہمیرپور ضلع کانگڑہ (۱۰۵) لالہ جیت ناتھ صاحب ہیڈ ماسٹر راولپنڈی کنٹونمنٹ (۱۰۶) پنڈت تلسی رام صاحب بی۔ اے ہائی سکول گوجرانوالہ (۱۰۷) لالہ شنکرداس صاحب ہسپتال اسسٹنٹ امرتسر کٹڑہ پرجا (۱۰۸) لالہ سنت رام صاحب طالب العلم مشن ہائی سکول گجرات سینئر سپیشل (۱۰۹) بابو جیت کمار صاحب سپتری چونی لعل بابک جھنگڑ محلہ لاہور (۱۱۰) لالہ نتھو لعل صاحب خلف امیر سنگھ رئیس ساکن جسولہ ڈاکخانہ کھاتولی مظفرنگر (۱۱۱) مسٹر مگن لعل رنجیت لعل صاحبان مہتہ از احمدآباد احاطہ بمبئی :۔

کمیٹی انتخاب نے اپنی کارروائی کی رپورٹ مندرجہ ذیل چٹھی کے ذریعے اخبارات میں چھپوا دی :۔

از کمیٹی انتخاب مضامین

۱۸۔ مئی ۱۹۰۸ء

نتیجہ انعامی مقابلہ

ہندو جاتی سیوا کے سلسلہ میں جو للعہ روپیہ کے انعام "ہندو قوم کی زندگی و موت" کے سوال پر مضامین کے لئے بابو رام رکھامل جی بھنڈاری وکیل و سکرٹری میونسپل کمیٹی فرید کوٹ

نے روپیہ مشتہر کئے تھے۔ انکے متعلق ۱۱۱ عمدہ عمدہ مضمون انگریزی، اردو، ہندی، گورمکھی میں برہما۔ بلوچستان۔ آسام پنجاب کاٹھیاواڑ۔ ممالک متحدہ۔ برار۔ سندھ وغیرہ سے موصول ہوئے ہیں۔ سردار بچتر سنگھ صاحب افسر مال، ماسٹر بدھا وا رام صاحب کوجنڈاری و ماسٹر ترلوک چند صاحب پوڈری، ممبران کمیٹی نے زیر نگرانی سردار بہادر رسالدار پرتاب سنگھ صاحب ای۔ اے۔ سی پریزیڈنٹ کونسل ریاست فریدکوٹ مندرجہ ذیل اصحاب کے مضمون باتفاق رائے قابل انعام دیئے ہیں:۔

درجہ اول
- مضمون ہندی از پنڈت رامچند صاحب شرما اور سیر آبو
- ” انگریزی از بابو جیت ناتھ صاحب ہیڈ ماسٹر ڈمینس سکول چھاؤنی راولپنڈی

درجہ دوم
- مضمون اردو از لالہ سنت رام صاحب طالبعلم سینیر سپیشل مشن سکول گجرات
- ” انگریزی لالہ تلسی رام صاحب سیکنڈ ماسٹر خالصہ سکول گوجرانوالہ
- ” انگریزی بابو اجیت کمار صاحب بینرجی چینگڑ محلہ لاہور۔
- ” اردو لالہ شام لعل صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول حصار

درجہ سوم
- مضمون اردو از ڈاکٹر شنکر داس صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کٹڑہ پرجا امرتسر
- ” اردو پنڈت وشنو دت صاحب شرما اینگلو سنسکرت سکول انبالہ شہر
- ” انگریزی پنڈت شو درشن صاحب بی۔ اے کوچہ پٹواریاں فیروزپور شہر
- ” اردو لالہ نتھو لعل صاحب موضع جسبولہ ڈاکخانہ کھتولی ضلع مظفرنگر

جو مضامین مساوی قابلیت کے پائے گئے۔ انمیں باین خیال کہ کوئی مستحق صاحب محروم نہ رہجاویں۔ درجہ متعلقہ کا انعام نصفا نصف تقسیم کر دیا گیا ہے؛ انعام دہندہ صاحب مضمون نگاران اور حسب ذیل صاحبان اخبار کا جنہوں نے انعامی اشتہار کو اپنے اخباروں میں شائع فرمایا ہے۔ یا خاص طور پر نوٹ تحریر فرمائے ہیں۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان اردو، ہندوستان انگریزی، پنجاب سماچار۔ ٹریبون۔ اخبار عام۔ آریہ گزٹ۔ آریہ پترکا۔ سیوک۔ علاوہ ان اخبارات کے جن دیگر اخبارو نے اس انعامی اشتہار کے چھاپنے یا دیگر طور پر نوٹس لینے میں مدد دیکر ہندو قوم کی خیر خواہی کا ثبوت دیا ہے۔ انکے نام معہ اسماء مضمون نگاران ہمدردان قوم کے زمرہ میں درج ہونے ضروری ہیں۔ اسواسطے وہ اخبارات یا دیگر اصحاب ایسی سب اخباروں کا پتہ دیں۔ تاکہ ہندو قوم کو اپنے محبان کا پتہ لگے۔ اور انکی مدد کرنا فرض سمجھے۔ اور وہ قدرشناسی کی وجہ سے زیادہ خدمت کرنے پر کمربستہ ہوں۔ اور باہمی امداد سے یہ سوال حل ہو سکے۔ جیسے کہ انعام دہندہ صاحب کا ارادہ دیگر انعامات دینے سے اس سوال کو ہندو قوم کے زیر غور کرنے کا ہے۔ ویسے ہی اخبار والے اصحاب بھی اسے تازہ رکھیں۔ تمام مضامین موصولہ سے پسندیدہ خیالات اور قابل توجہ امور کا خلاصہ معہ فہرست اسماء تحریر کنندہ اصحاب

و اخبارات کے ناموں اور آئندہ انعامات مُتذکرہ جات ملنے کی شرائط چھاپ کر مفت ہندو قوم میں تقسیم کیجائینگی۔ ایک ایک کاپی ہر مضمون نگار اور اخبار کی خدمت میں نذر کیجائیگی۔ سب بھائیوں نے اعلےٰ مضامین لکھے ہیں۔ اور حُب قومی کی غرض سے نہ کہ انعام کی خاطر۔ افسوس ہے۔ کہ سناتن ہندو بھائیصاحبان کی طرف سے اُنکے فرائض کی ادائگی و اہمیت سوال کے مقابلہ میں بہت کم حصہ لیا گیا ہے۔ فرداً فرداً ہر صاحب سے خط و کتابت بہت مشکل ہے۔ معزز ایڈیٹر صاحبان اخبارات مہربانی کرکے مندرجہ بالا کو اپنے پرچوں میں چھاپ کر ممنون فرمادیں۔ انعامات آج ہی بذریعہ منی آرڈر بھیجدیئے گئے ہیں:-

"معزز اخبارات ذیل نے اس سوال کے حل میں قوم کی بہتری کے خیال سے مدد فرمائی ہے۔ انکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور انکی مدد کرنا قوم کا فرض ہونا چاہیئے"

(۱) اخبار ہندوستان (انگریزی) زیر ایڈیٹری شریمتی سرلا دیوی چودھرانی صاحبہ بی۔ اے (۲) ٹربیون لاہور (۳) آریہ گزٹ لاہور (۴) ہندوستان لاہور (اردو) (۵) پنجابی بہن فیروزپور گدھکھی (۶) پنجاب سماچار لاہور (۷) سیوک حصار (۸) اخبار عام (۹) راجپوت گزٹ (۱۰) آریہ درپن شاہجہانپور (۱۱) آریہ پتر کا لاہور

دربارہ چھپوائی و تقسیم مضامین منتخبہ

عرض ہے کہ ہر بھائی نے اپنے خیال کے مطابق مضمون زیر بحث پر قابلیت سے بحث کی ہے جہاں کسی بھائی نے دس عمدہ نکتے تحریر فرمائے ہیں۔ کوئی ایک اہم امر نظر انداز کر دیا ہے۔ برعکس اس کے بعض معمولی مضامین میں بھی کئی اعلےٰ خیالات ظاہر ہوئے ہیں۔ پس جو ارادہ پہلے تھا کہ صرف ایک دو مضامین چھپوا کر تقسیم کیئے جاویں۔ اسکی تکمیل ایسی صورت میں محال نظر آئی۔ حسب مشورہ کمیٹی و بخیال حق رسانی جملہ مضمون نگاران تمام مضمونوں سے عمدہ عمدہ خیالات لیکر اور انمیں خود ضروری کمی و بیشی کرکے ہندوستان کے ہر حصہ کے بہی خواہان ہندو قوم کی رائیوں کا مجموعہ خلاصہ ذیل کی شکل میں ہندو پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ ہر ہندو بھائی انمیں سے کسی ایک نہ ایک پہلو کے

متعلق کچھ نہ کچھ عملی کوشش کا اظہار کر کے قوم کو زیر بار احسان کریگا - لالہ ہیرا لعل صاحب بہار گوا سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات حلقہ ملتان نے مالی مدد دینے کی خواہش ظاہر کی تھی - وہ کسی اور قومی کام میں صرف کریں - انکا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض ہے کہ اس کام کے متعلق تمام خرچ میں نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے - مصروفیت کاروبار کی وجہ سے خط و کتابت و چھپوائی میں بہت ہی دیری ہو گئی ہے - مگر جب بعض مجھ سے خط بھیجنے والے بھائیوں کو یہ بتایا جاوے - کہ وکالت، زمینداری، ساہوکارہ، ٹھیکیداری، کارخانہ داری کی ذاتی منفعت کے کاموں کے علاوہ سیکرٹری کمیٹی، مینیجر گرلز سکول، مہتمم نملہ منڈی وغیرہ کے آنریری کام بھی مجھ جیسے دائم المریض کو کرنے پڑتے ہیں - تو وہ ضرور معاف فرما دینگے - کیونکہ اگر لالہ نرائن داس صاحب پوری کی شب و روز کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو میں یہ کام نہ نبھا سکتا ؞

خلاصہ مضامین

الف - ہندو دن بدن کیوں کم ہو رہے ہیں؟

---

(۱) چھوٹی عمر کی شادی

اس رواج سے لڑکے لڑکیوں کی صحت خراب ہو کر اولاد نہیں ہوتی - یا پیدا ہوتے ہی مر جاتی ہے - اگر زندہ رہے - تو بیج کمزور ہونیکی وجہ سے بچہ کو طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں - چونکہ چھوٹی عمر میں بچے زیادہ مرتے ہیں - شادی شدہ بچہ کے مر جانے سے اولاد پیدا کرنیکا وقت نہیں آتا - اور بدھواؤں کی تعداد بہت بڑھتی جاتی ہے - جسمانی کمزوری جو بچپن کی شادی کا نتیجہ ہے - ہندوؤں میں سب سے بڑی اور قابل توجہ مرض ہے - باوجود عقلمند، نیک چلن، وفادار، نیک نیت رعایا اور عمدہ ہمسایہ ہونے کے بھی ان کی کثرت تعداد کا کچھ لحاظ نہ کیا جاکر بے قدری کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں - اور بدنامی کا شکار بن رہے ہیں - اور قوم کی قوم دن بدن بزدل، خود غرض، بے جان اور آئندہ اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہوتی جاتی ہے ؞

(۲) شادی بیوگان کا رواج نہ ہونا

بڑی عمر کی بدھواؤں کو چھوڑ کر بال بدھواؤں کی بھی شادی نہ ہونا نسل بڑھانے اور بدھواؤں کے نیک چلن اور اپنے مذہب میں رہنے میں بڑی بھاری رکاوٹ ہے - ہندوؤں سے تعلق ناجائز ہونے پر حمل گرانا پڑتا ہے -

مسلمانوں سے تعلق ہونے پر دھرم سے پتت ہو کر انکی تعداد کو بڑھاتی ہیں۔ جو ناک عملن رہتی ہیں۔ وہ سوکھی شاخ کی طرح شیتل عمر گذار دیتی ہیں۔ جبکہ کنواری لڑکی کو دوسرے شخص کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے۔ تو بدھوا یا بال بدھوا کو اسیطرح بیاہ دینا کہاں کی برائی ہے۔ رواج وہ ہے۔ جو چند آدمی اختیار کرلیں۔ بال بدھوا بواہ کا رواج جاری کرنا بدھوا کو دکھ سے بچانے اپنی عزت قایم رکھنے، قوم کو بڑھانے، اپنے کنوارے بھائیوں کا گھر بسانے، اور موجودہ خوفناک تعداد دو کروڑ بیوگان کو سکھی اور کار آمد بنانے کا سب سے سہل طریقہ ہے۔ ان بھائیوں پر افسوس آتا ہے جو اپنی عزت برباد ہوتی، اپنا خاندان برباد ہوتا، حمل گرانے سے خون جیسا اپرادھ ہوتا، کسی رشتہ دار کے نکل جانے سے جایداد کی تباہی، اور دھرم کی ہانی ہوتی دیکھکر بھی نہیں سیکھتے۔ اور دل میں اس رواج کا جاری ہونا اچھا سمجھتے ہوئے بھی نہ تو خود جاری کرتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو جاری کرنے کی ترغیب اور مدد دیتے ہیں۔

(۴) تبدیل مذہب

ہندو برادری کا میلان زیادہ تر برادری سے خارج کرنے کی طرف رہتا ہے۔ اول تو شامل کرتے نہیں۔ اگر کریں۔ تو ان سے سلوک برادری کا نہیں کرتے۔ اس مد میں ہندو قوم میں خرچ ہی خرچ ہے۔ آمدن کی کوئی صورت نہیں۔ کنوارے، بدھوائیں، اور بے روزگار عموماً دوسرے مذہبوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہندو برادری کو اس درد کو محسوس کرنے کا مادہ ہی نہیں ہے۔

(۵) کمی تعلیم

(الف) ہندوؤں میں ساری جسمانی، اخلاقی، تمدنی، اور سماجک خرابیوں کا باعث انکی بے علمی اور جہالت ہے۔ دماغ اور دل کا اندھیرا اپنے اندر کی برائیوں کو دیکھنے، اور انکا علاج کرنے نہیں دیتا۔ جبکہ سو میں سے دس پڑھے ہوئے ہوں۔ تو نوّے کا ان پڑھ ہونا بہت کلیش کا باعث ہے۔

(ب) ادھورے اور حانک اور غیر قومی پڑھائی سے دھرم ہین ہو کر دستکاری اور بیوپار کے دھندوں سے نفرت اور نوکری کی خواہش پیدا ہو جانا، اپنی بربادی اور دوسروں کے پڑھنے میں ہرج کا باعث ہے۔

(ج) استریوں کا جاہل ہونا بچوں کی پرورش، انکے علاج، لباس، خوراک، مناسب ورزش، اور بڑھنے میں بہت نقصان دہ ہے۔ جسکی وجہ سے ہندوؤں کے بچے سب دوسری قوموں اور ملکوں سے زیادہ مرتے اور کمزور رہتے ہیں۔ استریاں خود بھی بیقدری، بے علاجی، اور غلاظت کی زندگی بسر کرتی ہیں۔

(۶) برہمن، کھتری، ویش، اور شودر کا اپنے دھرم اور فرائض سے غافل ہو جانا جس سلسلہ

یہ جھگڑے کے سبب سے روزگار اخراجات زندگی اور آسایش میں فرق آگیا ہے ۔
(۶) بہت سی ذاتوں اور گوتوں اور انکی اونچائی نیچائی کا ہونا سبب ہے بھائیوں کی شادی نہیں ہونے دیتا - اور بہت ہندو کنوارے رہتے ہیں ۔
(۷) ہندوؤں کا بیاہ پر زیادہ خرچ ہوتا ہے - غریب ہندو سارے بلا شادی اور بلا اولاد مرجاتے ہیں - اور اپنا روپیہ دوسری قوموں کے بڑھانے میں خرچ کرتے ہیں - یا ضائع کرتے ہیں ۔
(۸) دختر فروشی ۔
(۹) دختر کشی جو باوجود قانونی ممانعت کے بوجہ جہالت وبخیال اخراجات و بیجا گھمنڈ کے ابتک جاری ہے ۔
(۱۰) لڑکے لڑکی کی عمروں میں نامناسب فرق - گھر گھر میں ہمیشہ کے جھگڑے کا کارن ہوتا ہے - بدچلنی بڑھتی ہے - اولاد پیدا نہیں ہوتی - بڈھوں کے گلے جوان لڑکیاں مڑھنے سے بیواؤں کی تعداد بڑھتی ہے ۔
(۱۱) لڑکیوں کی بے قدری کی وجہ سے انکی پرورش اچھی نہیں ہوتی - بہت ضائع ہوجاتی ہیں - یا کمزور رہکر طاقت والی سنتان پیدا نہیں کرسکتیں - اور لڑکوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے انکو لڑکیاں نہیں ملتیں ۔
(۱۲) قحط سالی میں بے شمار یتیم اور بھوکی بدھوائیں عیسائی لیجاتے ہیں - جنکے بچانے کا ہندو کوئی خیال نہیں کرتے ۔
(۱۳) بہت ہندو سادھو نا کارہ بے اصولی اور بلا شادی زندگی بسر کرتے ہیں جس سے نسل نہیں بڑھتی - اور انکی بدکاری کا نتیجہ عموماً اسقاط حمل پر ختم ہوتا ہے - سادھو ہونے دینا یا تمام سادھوؤں کو پالنا بجائے فایدہ کے قوم کے واسطے بہت نقصان دہ ہے ۔
(۱۴) حفظ صحت کے اصولوں سے لاعلمی اور لاپرواہی ۔
(۱۵) قومی خوراک کا بہت ادنے اور کمزور ہونا جو روپیہ جمع کرنے کے نامناسب پیار کا نتیجہ ہے ۔
(۱۶) روز بروز بڑھتی بے روزگاری اور ایک دوسرے کے لیئے ذریعہ معاش پیدا کرنے میں لاپرواہی ۔
(۱۷) گئو کشی ہونے سے دودھ گھی کا جو ہندوؤں کی بہترین غذا ہے - عام طور پر میسر نہ آنا - اسوجہ سے مادہ تولید کا کم پیدا ہونا اور اولاد کا کمزور ہونا -
(۱۸) ہندوؤں کے پیشے اکثر ایسے ہیں - جنمیں دن بھر ایک جگہ بیٹھے رہنے سے

پاؤں کم ہلانے پڑتے ہیں۔ ورزش نہیں ہوتی۔ اور جسم ناکارہ ہوجاتا ہے۔

(۱۹) مردوں اور عورتوں کے لیے ورزش کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں۔ مردانہ کھیلوں کا قومی رواج یا شوق بالکل نہیں۔ دیسی کھیلیں کبڈی، کشتی، سونچی، کھدو کھونڈی، گتکا کم خرچ اور زیادہ فائدہ بخش ہوتی ہیں +

(۲۰) قومی تیوہار دوسہرہ، دیوالی، ہولی وغیرہ میں نکمی تبدیلیاں۔ قومی تاریخ سے لاعلمی قومی بزرگوں اور قومی طرز معاشرت سے لاپرواہی قوم کو جلدی جلدی بربادی کی طرف لیجا رہی ہیں

(۲۱) یگانگت (بھائیچارہ) کا نہ ہونے سے سب اپنی اپنی بہتری کرتے ہیں۔ خود غرضی سے ایک دوسرے کا نقصان کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ عام قومی بربادی ہے +

(۲۲) سرکاری کاغذات مردم شماری کی رو سے قریب دس کروڑ عورت اور ساڑھے دس کروڑ مرد ہیں۔ دس کروڑ استری میں سے دو کروڑ بدھوا ہیں۔ اس طرح دو کروڑ بدھوا اور اڑھائی کروڑ آدمی کو کسی طرح سے اولاد پیدا کرنیکا موقعہ نہیں ملتا۔ یہ بات ہندوؤں نے کبھی نہیں سوچی۔

(۲۳) بیماریوں کی نسبت غلط خیالات، غلط علاج، بے علاجی، اچھے حکیموں کا نہ ملنا۔ یا حکیموں کی بجائے جھاڑا پھونکی کرنے والے اور نیم حکیموں سے علاج کرانا اور علاج میں خرچ نہ کرنا +

(ب) علاج کیا ہے؟

(۱) پندرہ برس سے کم عمر لڑکی اور اٹھارہ برس سے کم عمر لڑکے کا بیاہ ہرگز نہ کریں:-

(۲) (الف) بدھواؤں کی عموماً اور بال بدھواؤں کی خصوصاً دوبارہ شادی کیجاوے۔ سوائے ان نیک بختوں کے جو ہرگز نہ چاہیں۔ بڑے بڑے لوگ اپنے گھروں سے یہ کارروائی شروع کریں۔ اور غریب بڑوں کی طرف نہ دیکھیں۔ بلکہ خود ابتدا کریں۔ کیونکہ بڑوں کے لڑکے کنوارے نہیں رہتے۔ اور رنڈووں کو کم کنواریاں مل جاتی ہیں۔ اور بڑوں کی بدھواؤں کے پاس گذارہ کافی ہوتا ہے۔ اگر غریب کی بدھوا رہ جاوے۔ تو چکی پیستی مرتی ہے۔ اور غریب رنڈوے یا کنوارے کا بیاہ نہیں ہوتا۔ اسواسطے امیر خود غرضی سے اس رواج کو جاری نہیں کرتے۔

(ب) جو بدھوائیں شادی نہ کریں۔ اُنکی زندگیاں خاندان اور قوم کے واسطے مفید اور کارآمد

بنائے جانیکا انتظام ہونا چاہیئے -

(۳) تبدیل مذہب کا علاج دھارمک سکشا کا عام پرچار اور شدھی کا جاری کرنا ہے -

(۴) تعلیم قومی لازمی اور مفت ہونی چاہیئے - امیر اور دانی لوگ ایسے مدرسے جاری کریں - جابجا کنیا پاٹھ شالا قایم کی جاویں - جہاں نہ ہوں - وہاں پڑھے ہوئے باپ اور بھائی پڑھاویں +

(۵) ہر بھائی اپنے ورن کے فرائض انجام دیوے +

(۶) گوتوں کی اونچ نیچ کو دور کرکے شادی کا دائرہ بڑھانا چاہیئے - جنکے ناطے نہیں ہوتے - انکو اور ہمدردان قوم کو دانستہ عملاً کارروائی شروع کرنی چاہیئے +

(۷) برادری کی پنچایتیں شادی کے اخراجات حسب حیثیت اور کم قایم کریں - جو اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کریں - ان کو کوئی شاباشس نہ دیجائے - بلکہ برا سمجھیں +

(۸) لڑکی کا دام لینے والوں کو برادری میں خارج کردیویں -

(۹) لڑکی مارنے والوں کو قانونی سزا دینے میں سرکار کو مدد دیجاوے +

(۱۰) بوڑھوں کو لڑکیاں نہ دیکر انہیں زندہ درگور نہ کیا جاوے - اور ور سے کنیا ہمیشہ چار پانچ سال کم عمر کی ہونی چاہیئے :-

(۱۱) لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک نگاہ سے دیکھا جاوے :-

(۱۲) یتیم خانے کھول دئے جاویں - اور انہیں دان دیا جاوے +

(۱۳) دان کا رخ بدل کر بجائے مندر، شوالے، ٹھاکر دوارے، بنانے کے یا نکمے جاہل بیکار منگتوں، سادھوؤں کو دینے یا غیر ضروری ان دان بستر دان دینے کی بجائے ہندوؤں کو سارا حصہ دان کا لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے کھولنے، دستکاری سکھلانے ہندوؤں کو روزگار پیدا کرنیمیں مدد دینے، یتیم خانے اور دھوا آشرم کھولنے دوائی خانے جاری کرنے اور دید ملازم رکھنے اور عیسائیوں کی طرح اپنی تعداد بذریعہ دھرم پرچار و شدھی وغیرہ بڑھانے میں خرچ کرنا چاہیئے :-

(۱۴) حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی کرنی چاہیئے :-

(۱۵) خوراک حسب حیثیت اچھی اور طاقت بخش کھانی چاہیئے :-

(۱۶) اگر ممکن ہو تو ہر ایک گھرستی ایک ایک گائے رکھے - جس سے گئو رکھشا بھی ہو - اور گھرست دودھ - مکھن بھی ہر گھر میں ہو - بل بدھی بڑھے - دوسرے لوگوں کی نکالی ہوئی بوڑھی ناکارہ گائے کی پرورش کرنا ہی فرض نہ سمجھا جاوے - کیونکہ اس طرح سے

دوسرے مذہبوں کے لوگ اور نیز مطلبی لوگ، اپنی بوڑھی نکمی گائے کو سادہ لوح دولتمند ہندوؤں کے گھر کے آگے سے لیکر گذرتے ہیں۔ دریافت پر کہتے ہیں۔ کہ قصائی بیچنے لے چلا ہوں۔ اس طرح سے دس روپیہ کے مال کے بیس روپیہ جو لیتے ہیں۔ انکی دوا اچھی بچھڑیاں دانی ہندو بھائیوں کے دان کی وجہ سے ذبح ہوتی ہیں۔ انجان بھائی یہ نہیں سمجھتے کہ بوڑھی گائے کو ذبح خانے والے اور انکے گاہک بھی پسند نہیں کرتے۔ اور اس اندھے دان کے روپیہ سے کئی بچھڑے بچھڑیوں کا بدھ ہوتا ہے۔ اسواسطے بذریعہ نمایش وانعامات عمدہ گائے پالنے اور انکی نسل بڑھانے کا بندوبست ہونا چاہیئے نہ کہ محض بوڑھی گائیوں کے لئے گؤشالہ قایم کرنے کا:-

(۱۷) صنعت وحرفت کو ترقی دیکر محنتی اور ورزشی پیشے اختیار کرنے چاہئیں۔

(۱۸) غذا، پانی، ہوا کی طرح ورزش کو بھی زندگی کے لیئے ضروری سمجھکر ان کا باقاعدہ انتظام اور عام رواج ہونا چاہیئے:- ہندوؤں کی جسمانی طاقت بڑھانے اور انکے لیئے ورزش کے سامان پیدا کرنے کیلیئے بھی دان کرنے کا خیال پیدا ہونا چاہیئے۔

(۱۹) قومی تاریخ، قومی تیوہار، قومی بزرگوں کے کارناموں کی تحقیقات وترو تازگی و بہتری سے قوم میں جان آویگی۔ اور قومی مذاق وحب قومی پیدا ہونگی:-

(۲۰) ایک ہندو کو دوسرے ہندو کی مدد کرنا اپنا دھرم سمجھنا چاہیئے۔ اور مسلمان بھائیوں کی مثال سے اس بات کا سبق سیکھنا چاہیئے۔

(۲۱) مندرجہ بالا علاجوں کو عملی طور پر شروع کرنے اور کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرنے کا ہر بھائی کو نیم کر لینا چاہیئے +

(ج) یہ علاج کسکے ہاتھ میں ہے؟

قوم کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ خاصکر بارسوخ اور تعلیمیافتہ جماعت کے اولاد کو نیک اور لائق بنانا۔ برہمچریہ قایم رکھانا۔ بچپن میں شادی نہ کرنی۔ تعلیم دینی۔ ورزش کرانی۔ بال بدھوا اور ہر دیگر بدھوا کی شادی لازمی طور پر کر دینی۔ ہر بھائی کے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر ہر ہندو بھائی اپنا اپنا دھرم سمجھکر پالن کرنے تو سب خرابی دور ہو جاوے +

(د) علاج کب اور کون شروع کریگا ؟

گو کچھ بھائی اپنی حالت کو سمجھنے لگ پڑے ہیں - اور لکھے پڑھوں میں قومی بیداری کے آثار نظر آتے ہیں - مگر کامیابی سب بھائیوں کے یکدم بلا ایک دوسرے کا انتظار کرنے کے عملی کام شروع کرنے پہ منحصر ہے - تعلیم کا عام کرنا لازمی ہے - گو صورت بہتری بہت کم ہے - مگر نا امیدی اچھی نہیں ہے

(ھ) بصورت کچھ نہ کرنیکے یہ کمی ہندو جاتی کا ناش تو نہ کر دیگی - ؟

اگر ہندو اسیطرح کم ہوتے گئے - اور آجکل کی طرح نہ کسیکو اس کمی کا پتہ لگا - نہ شور ہوا - نہ علاج ہوا - تو ہندو جاتی کا ناش ہو جانے میں کوئی شک نہیں - جہاں خرچ ہی خرچ ہو - اور آمدنی کی کوئی صورت نہ ہو - وہاں خاتمہ لازمی ہے - (۶۶۰۰۰) ہندو دس سال میں کم ہوئے - تو ۲۲ کروڑ ہندو میں سے ۳۳۳۳ سال بلکہ اس سے بھی کم عرصے کے بعد ایک ہندو بھی نہ ہوگا - آہ - کیا بھیانک نظارہ ہے - ہر ہندو بھائی اگر کچھ نہ کچھ عملاً نہ کرے - تو

برین عقل و دانش بباید گریست

کچھ کام کر دکھانا

نظم

از نرائن داس پوری

بھارت کے اے سپوتو اک بات سنتے جانا
اپنے وطن کی خاطر کچھ کام کر دکھانا

حب وطن یہی ہے تہذیب ہے تو یہ ہے
قوموں کی یہ ترقی ملکوں کا یہ خزانا

لکچر میں زور مارا تقریر بازیاں کیں
صد حیف ہے کہ تم نے کچھ کام کر نہ جانا

جس بات کو اٹھایا پوری نہ تم سے اتری
کس کام کو نبھایا تم نے یہ سچ بتانا

سارا زمانہ تم پر ہنسی اڑا رہا ہے
غفلت کی نیند سونا پھر ہوش میں نہ آنا

تصویر غم کا البم دل کو بنایا تم نے
خون جگر کا پینا لخت جگر کا کھانا

حسرت کے ہاتھ بیچیں سب آرزوئیں تم نے
سیکھا نہ تم نے لیکن کچھ دست و پا ہلانا

تھے کام کرنیوالے اولاد جنکی تم ہو
تم نے بھی اپنا شیوہ عادت وہی بنانا

اہل وطن کو کہہ دو یہ داس کی زبانی
کچھ کام کر دکھانا ہے کام کا زمانا

REPORT

OF THE

Hindu Nation Service Series—I.

WITH

AN ABSTRACT OF ESSAYS

ON

THE DECREASE OF HINDUS: ITS CAUSES AND CURE.

COMPILED BY

RAM RAKHA MAL BHANDARI,

PLEADER.

AND

NARAIN DAS PURI,

Inspector of Schools,

FARIDKOT.

1908

(اوم)

الٰہی غنچۂ اُمید بکشاء

جھوک اللہ والی

جس کو کہ بندہ منشارام ویش

بڑی کوشش اور جانفشانی سے طیار کر کے

اوم

اوم پرمیشور سچا نام ہے تیرا جی — عدل و انصاف دھرم کام ہے تیرا جی
عاجز غلام بندہ نام ہے میرا جی — اپدیش ایہہ میرا اوکہ کرن منظور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی
مارگ ہے ویدک جہدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

بت پرست مسلم لوکاں نوں کہندے او — آپ طواف جا کے کعبے دا کیندے او
بوسہ تاں جا کے سنگ اسود نوں دیندے او — بت پرستی نہیں ایہہ کی ہے ہور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی
مارگ ہے ویدک جہدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

الہام توریت تے زبور انجیل او — قرآن نے کیا ساریاں تائیں تبدیل او
گیان پرماتما دا لاتبدیل او — چارے کتاباں جانو تسیں حضور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی
مارگ ہے ویدک جہدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

دنیا قرانی نال کن دے بنائی او — نالے چھ دن دی ہے معاد بتائی او
کیہڑی گل سچی سانوں دیہو سمجھائی او — دوہاں نوں جانیا جھوٹا اساں مجبور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی
مارگ ہے ویدک جہدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

مکر و فریب کرے الہہ قرانی او — مینوں ایہہ حال دیکھ لگی حیرانی او
لوکاں دیہاں کرے کم شیطانی او — ذرہ نہ اسدے اندر عقل و شعور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جسدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

لوکاں دے تائیں کرے شیطان گمراہ او الہہ بھی رہیا اسدے آپ ہمراہ او
دوہاں نے رل کے کیتا ٹھگ بیدراہ او دوہاں دے اندر نائیں فرق غرور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جسدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

لکھیا رحیم الہہ وچ قران او دیہو قربانی نالے آیا فرمان او
پھیر کس گلوں یارو الہہ رحمان او بنیا قصائی بلکہ اسنوں بھی دور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جسدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

حاضر ناظر الہہ ہر اک جا او ایہی قرآن دے وچ ہے لکھیا او
پھیر کس خاطر ہے معراج ہویا او دسنا ایہہ دھوکھا لوکاں تائیں ضرور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جسدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

وچ قرآن یارو حکم الہی او جھوٹا اس جانو جنے قسم اٹھائی او
وچ قرآن قسم الہہ نے کھائی او الہہ دے اتے لگیا عیب مذکور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جسدا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

منصف ہے الہہ اس وچ شک نہ کائی او کلمہ گو ہووے جیکر کوئی گناہی او
دیوے محمد صاحب اسنوں بخشائی او الہہ بنایا تساں رشوت خور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

توبہ نال کرے گناہ معاف او ذرہ نہ اسدے اندر عدل و انصاف او
بھیڑا ایہہ حکم یار و عقلوں خلاف او دنیا دے اندر پایا ایس فتور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

لامکان الہہ ہر کوئی جانے او پھر کیوں کوئی خاک کیتے دی چھانے او
ہر اک سوچو عقل ٹھکانے او دل وچ ہے الہہ نہیں ذرہ بھی دور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

لاشریک الہہ قرآن وچ آیا او کلمے دے اندر نام محمد دا پایا او
کلمے توں پڑھکے تساں شرک بڑھایا او دل تھیں سب کردیو ایس شرک دور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

لامحدود الہہ ہر کوئی کہندا او قران وچ لکھیا الہہ عرش تے بہندا او
کم کرن فرشتے آپ بیٹھا ہے رہندا او بنیا محدود جیہڑا رکھے مزدور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ والی

الہہ کل علم والا وچ قرآن او لیندا گواہی اسیں ہوئے حیران او
لیوے گواہی جیہڑا ہووے انجان او الہہ بے علم جانیا اساں مجبور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ دالی

جنہوں اوہ چاہوے سدھے راہ تے پاوے او — جنہوں اوہ چاہے پُٹھے راہ چلاوے او

اسدا گمراہ کیتا راہ نہ پاوے او — پھیر کیوں بھیجے اسنے نبی رسول جی

دین اسلام کردترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ دالی

لوکاں دے دلاں اتے مہراں ہے جڑدا او — اکھاں دے آگے الہہ تاندا پردہ او

کناں تے جڑ کے مہراں گمراہ ہے کردا او — کرو انصاف کسدا ہے ایہہ قصور جی

دین اسلام کردترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ دالی

ہر اک طرف الہہ قران تباوے او — پھیر کیوں کعبے کتی متھانواوے او

بیٹھدے اُٹھدے نوں کچھ شرم نہ آوے او — ہر اک طرف جانو اسدا ظہور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

قادر مطلق الہہ وچ قرآن او — آدم دی پسلی توڑ بنائی حوا جان او

مٹی نہ تھیائی اسنوں وچ جہان او — ہویا کس گلوں الہہ مطلق مقدور جی

دین اسلام کردترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

جھوک الہہ دالی

وچ بہشت پاسن ستر ناراں او — ملن کباب تے شراب دیاں نہراں او

شہوت پرستی دیاں سامیاں کاڈاں او — ویکھ کے عابد اسنوں ہوندے ملول جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی

مارگ ہے ویدک جیندا نور ظہور جی

سوَر تے ہو مُردہ لکھیا حرام او — پر جے کوئی ہووے بھُکا بہت ایام او
کھاوے اوہ بیشک نہیں ہے اُس تے الزام او — بخشیگا اللہ بخشنہار غفور رجی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی
مارگ ہے ویدک جیدا نور ظہور جی

جھوک اللہ والی

تھوڑی سی کمزور ظاہر کیتی اسلام دی — قرآن شریف اللہ میاں دے کلام دی
حضرت تے ہویا نازل اوس الہام دی — غور دینال پڑھو ہو ولی مشکور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی
مارگ ہے ویدک جیدا نور ظہور جی

جھوک اللہ والی

اللہ قرآنی توں سب پچھا چھڈاؤ او — ویدک پرماتما دی شرن وچ آؤ او
دارے سب شک سا تھوں دور کراؤ او — بن ویدک دھرمی تسیں رہو مسرور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی
مارگ ہے ویدک جیدا نور ظہور جی

جھوک اللہ والی

ہوئی ہے ختم کروایسدی سیر او — ایس مضمون تائیں چھیڑا نگے پھیر او
ہی جے زندگی نہ لگے گی دیر او — اچھا نمستے میری کرو منظور جی

دین اسلام کرو ترک ضرور جی
مارگ ہے ویدک جیدا نور ظہور جی

جھوک اللہ والی

اوم شم

سی حرفی وصرم اُپدیش

ناظرین - آپ نے سی حرفی تو بہت سی دیکھی ہونگی مثلاً
سی حرفی فرید بخش سی حرفی ہر وا - مگر آپ نے سی حرفی
وصرم اُپدیش ابتک نہیں دیکھی ہے یہ سی حرفی پنجابی
ابیات میں ہے اس میں مختصر طور پر ویدک دھرم
کے اصول بتائے گئے ہیں چھپ کر طیار ہے
منگوا کر ملاحظہ کریں ؎

نمونہ

الف اوم دا نام ہے اسم اعظم معنے سمجھ کے اوسدا جاپ کر لو
کر جاپ اوسدا عمل ٹھیک کرو رکھشا پرماتما اپنی دی آپ کر لو
عمل کرن دے باجھوں نہ شکھ ملسی ایسے واسطے دور سب پاپ کر لو
نند لال دا ایہہ اُپدیش یارو کرم اپنے ٹھیک شتاب کر لو

اوم

حق بالذات سرور بالذات ایشور کو نمسکار ہو نمسکار

معزز ناظرین چونکہ اکثر لوگ آریہ سماج کے عقائد سے ناواقفی کے سبب آریہ پرشوں کے متعلق طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ ناستک (منکر از خدا) ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یہ کرسچین (عیسائی) ہیں غرضیکہ جو کچھ جسکے دل میں آتا ہے کہتا ہے۔ اس لیئے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے واسطے میں اس کتاب میں مختصر طور پر آریہ سماج کے عقائد بیان کرتا ہوں تاکہ ہر ایک آدمی سوچ سمجھ کر اُن پر عمل کرنے سے اپنی پوزیشن کو سدھار سکے اور گمراہی کے سمندر میں ڈوبتا ہوا راستی کی کشتی پر سوار ہو سکے سمندر عبور کرنا نہ کرنا اس کے اختیار ہے جو عقائد کہ میں نے اس کتاب میں بیان کیئے ہیں وہ چند ایک کتابوں سے انتخاب کیئے گئے ہیں ناظرین خیال کرینگے کہ جب اور کتابوں میں یہ عقائد مفصّل موجود ہیں تو ان کو علیحدہ مختصر طور پر کتاب کی صورت میں شائع کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ اس بارہ میں میں ناظرین سے گزارش کرتا ہوں کہ چونکہ یہ کتاب چھپوا کر میں مفت تقسیم کرونگا اور اسقدر مجھ میں مالی طاقت نہیں ہے کہ اصلی کتابیں مفت تقسیم کر سکوں اور نہ اس علاقہ کے لوگوں کو اس قدر شوق ہے کہ وہ خود منگا کر کتابوں کا مطالعہ کریں اس لیئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ چند ایک عقائد جو کہ عوام الناس کیلئے فائدہ بخش ثابت ہو سکیں علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کر کے مفت تقسیم کیئے جاویں تاکہ عام لوگ ویدک اصولوں سے خبردار ہو جائیں اور سچ اور جھوٹ کو پہچان سکیں۔

ناظرین کا شبھ چنتک

منسا رام مہاجن ڈلش ارنگل

پرارتھنا

گایتری منتر اوم بھور بھوہ سوہ تت سویتر ورینیم بھرگو دیوسیہ دھی مہی دھیو یونہ پرچودیات (اوم) پرماتما (بھوُر) کے معنی پران ہیں یعنی جو تمام عالم کی زندگی کا سہارا اور پران سے بھی پیارا قائم بالذات ہے (بھوہ) کے معنی اپان ہیں یعنی جو تمام دکھوں سے بری اور جس کے ملنے سے جیو دکھوں سے چھوٹ جاتے ہیں (سوہ) کے معنی ویان ہیں یعنی گوناگوں جگت میں موجود رہکر سب کو سہارا دے رہا ہے (تت) اُس پرماتما کی ذات کو ہم لوگ (سویتر) جو تمام دُنیا کا پیدا کرنے والا اور تمام عظمتوں کا بخشنے والا ہے اور (ورینیم) افضل اور قبول کرنے کے لایق پاک اور پاک کرنیوالی ذی شعور ہستی ہے (بھرگو) اُس پرماتما کو (دیوسیہ) جو تمام راحتوں کا دینے والا اور جس کے ملنے کی آرزو سب کرتے ہیں (دھی مہی) دل میں جگہ دیویں تاکہ (یو) وہ دیو پرماتما (نہ) ہماری (دھیو) عقلوں کو (پرچودیات) رہبری کرے یعنی بُرے کاموں سے چھڑا کر بھلے کاموں میں لگا دے

اے پرمیشور ہم تجکو قادر مطلق محیط کُل اور ہر شے میں موجود اور خلا کی طرح بسیط و وسیع جان کر تیری اُپاسنا کرتے ہیں (اتھرون وید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ - منتر ۵۲) -

اے تمام کائنات کی بساط پھیلانیوالے سب سے اشرف اور علیم کُل و خبیر مطلق شاہد و شہود کل ہم تجھ علیم کل کی اُپاسنا کرتے ہیں (اتھرون وید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ منتر ۵۳)

اے علیم کل پرمیشور تجھے منوا تر پرنام کا رہیہ (اتھرون وید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ منتر ۴۸)

دربیان پیدائش - قیام و فنائے دنیا

اے انسان جس سے طرح طرح کی خلقت ظاہر ہوئی ہے جو اُسکو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے جو اس دُنیا کا مالک ہے جس موجود کل میں یہ سب دُنیا پیدائش قیام اور فنا پاتی ہے وہ پرمیشور ہے - اس کو تو جان اور دُوسرے کو دُنیا کا پیدا کرنیوالا نہ مان (رگ وید) -

اس کائنات کو اس علت فاعلی یعنے پرمیشور نے پیدا کیا ہے مگر اس کی علت مادی پرکرتی (مادہ) ہے پرمیشور روح اور پرکرتی یہ تینوں غیر پیدا شدہ ہیں ان تینوں کی پیدائش نہیں ہوئی اور نہ کبھی پیدا ہوتے ہیں گویا یہ تینوں اس عالم کے سبب یا علت ہیں اور انکی

کوئی علت نہیں ازلی (غیر پیدا شدہ) روح ازلی پرکرتی کا بھوگ کرتا ہوا اس میں پھنستا ہے
اور پرمیشور اس میں نہیں پھنستا اور نہ اُس کو بھوگتا ہے ان میں پرمیشور حاکم رُوح اور پرکرتی
محکوم ہیں ان میں پرکرتی تو ایک جڑ چیز ہے جو ان دونوں سے الگ ہے اور پرمیشور اور رُوح
دونوں ذی شعور اور ان میں پرورش کرنا اور ازلیت وغیرہ صفات یکساں ہیں فرق یہ
ہے کہ پرمیشور حاکم اور رُوح محکوم ہے اور پرمیشور عالم کل اور رُوح محدود علم والا ہے پرمیشور تمام جہان پر محیط یعنی
ہر جگہ حاضر وناظر ہے اور رُوح محاط یعنی ایک جگہ ہے پرمیشور اور رُوح میں معبود عابد اور باپ بیٹے کا تعلق ہے
اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ پرمیشور تو ازلی ہے اور رُوح اور مادہ پیدا کیے گئے ہیں تو ہم کو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ان کے پیدا
کرنے سے پہلے پرمیشور کے پاس رُوح اور مادہ نہ تھا جس سے خدا کے گھر پر نیستی کا جرم
آتا ہے۔ اسلیئے ہمکو ماننا پڑیگا کہ رُوح اور مادہ بھی ازلی ہیں جب یہ تینوں ازلی ہیں تو انکی صفت
فعل اور عادات بھی ازلی ہیں۔ جیو پاپ اور پُن کے پھل کو بھوگتا ہے پرماتما جیو کو اس
کے کرم کے مطابق دُکھ سُکھ دیتا ہے چونکہ پرماتما میں پیدا کرنے اور فنا کرنیکی عادت ازلی
ہے اسلیئے وہ دنیا کو بار بار مدت مقررہ کے بعد پیدا کرتا ہے اور بار بار فنا کرتا ہے اگر ہم یہ
فرض کرلیں کہ دُنیا ایک دفعہ پیدا ہوئی ہے اور فنا ہوکر پھر پیدا نہیں ہوگی تو سوال یہ پیدا
ہوتا ہے کہ پرمیشور دُنیا کے پیدا کرنے سے پہلے کیا کرتا تھا اور فنا کرنے کے بعد کیا کرے گا
تو کہنا پڑیگا کہ بے کار آرام سے بیٹھا ہوگا جو کہ سُست اور کاہلوں کا کام ہے اہل ہمت کا
نہیں۔ اسلیئے پرمیشور دُنیا کو بار بار سلسلہ وار پیدا اور فنا کرتا ہے۔ بعض لوگ سوال کرتے ہیں
کہ پہلے دُنیا پیدا ہوئی یا کہ فنا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح سے دن کے پہلے رات
اور رات کے پہلے دن ہے اور نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن ہے اسی
طرح سے پیدائش کے پہلے فنا اور فنا کے پہلے پیدائش اور نیز پیدائش کے پیچھے فنا اور
فنا کے پیچھے پیدائش ہے۔ اور بعض لوگ یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ پرمیشور نے دُنیا کو کیوں
پیدا کیا۔ پھر فنا کیوں کرتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ پرمیشور دُنیا کو بار بار پیدا اور بار بار
فنا کرتا ہے اسلیئے وہ جیووں کو پچھلے جنموں کے پھل دینے کے واسطے دُنیا کو پیدا کرتا ہے

اور اگر وہ پیدا نہ کرے تو بے انصاف ٹھہرتا ہے اور چونکہ جو چیز پیدا ہوئی ہے وہ ضرور فنا ہوتی ہے اسلیئے جانداروں اور بے جان چیزوں کے وجود ذروں کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں مگر پرمیشور رُوح اور مادہ فنا نہیں ہوتے پرمیشور جیودں کو پرکرتی میں مناسب انتظام سے رکھتا ہے اور مدت مقررہ کے بعد پھر پیدا کر دیتا ہے۔

وید الہامی کتابیں ہیں پرماتما نے شروع پیدائش میں آدمیوں کو پیدا کر کے اگنی وغیرہ چار مہارشیوں کے ذریعہ چاروں وید برہما کو حاصل کرائے اور اس برہما نے اگنی وایو آدتیہ اور انگرہ سے رگ یجر سام وید اور اتھروَن وید کو حاصل کیا (منوسمرتی ادھیائے ۱ اشلوک ۲۳) ازلی و قدیم جیوؤں یعنی مخلوقات کیلئے پرمیشور بذریعہ الہام وید کو جو تمام علوم کا منبع ہے ہر ایک دفعہ سرشٹی کے آغاز میں ظاہر کر دیتا ہے اور یہی الہامی اور مقدس کتاب ماننی چاہیئے۔ ناظرین حیران ہونگے کہ وید کیوں الہامی ہے اور توریت۔ زبور۔ انجیل اور قرآن کیوں الہامی نہیں؟ اسکا جواب یہ ہے کہ جن کتابوں میں مفصلہ ذیل شرائط پائی جاویں وہ الہامی ہو سکتی ہیں۔ اور جو مفصلہ ذیل شرائط کے برخلاف ہوں وہ الہامی نہیں ہو سکتیں وہ شرائط یہ ہیں۔

اول یہ کہ وہ کسی خاص ملک کی زبان نہ ہو تاکہ سب زبان والوں کو اس کے پڑھنے میں یکساں محنت کرنی پڑے۔ دوم اسمیں کسی خاص قوم کی طرفداری نہو۔ سوم دُنیا کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی ہو۔ چہارم اس کا ایک حکم دُوسرے حکم کو رد نہ کرے۔ پنجم قانونِ قُدرت جو پرمیشر کا بنایا ہوا ہے اس کے برخلاف نہ ہو۔ ششم علم منطق۔ علم ہیئت۔ بھی اُس کو جھوٹا ثابت نہ کر سکے۔ ہفتم کسی خاص شخص پر ایمان لانیکے واسطے ترغیب نہ کرے بلکہ ایک پرمیشور کی ہی اسمیں پرستش ہو۔ ہشتم عقل انسانی کی ترقی دینے والی ہو۔ نہم۔ اس میں قصہ جات نہ ہوں۔ دہم تمام علوم کا منبع ہو وغیرہ وغیرہ پڑتال کرنے سے معلوم ہو جاویگا کہ ان صفات سے موصوف کوئی کتاب سوائے ویدوں کے کتب خانہ عالم میں نہیں ہے۔ جب قبول کیا کہ وید ایشور کا علم ہے چونکہ خدا ازلی ہے اور اس کا علم بھی انادی یعنے ازلی ہی ہونا چاہیئے پس ویدوں کا انادی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ وید کس طرح نازل ہوئے دُنیا کی ابتدا

ف واضح ہو کہ ویدوں میں کوئی بات مذکورہ شرطوں کے برخلاف نہیں ہے۔

ہیں ایشور نے اگنی وایو آدت انگرہ چار رشیوں کے دل ہیں اُپدیش کیا۔ چونکہ چاروں کے عمل سابقہ
عالم کے ایسے ہی تھے کہ اُن پر وید نازل کئے گئے اِن چاروں سے برہمانے پڑھے۔

زمین کی گردش اور دن رات کی پیدائش اور موسموں کے تغیر و تبدل کا بیان

زمین گنبد کی طرح گول ہے اور یہ سورج کے گرد اپنے محور پر گردش کرتی ہے اسکی گردش کی دو قسمیں ہیں اول روزانہ گردش جو زمین اپنے گرد آپ گاڑی کے پہیئے کی طرح گردش کرتی ہے اس سے دن رات پیدا ہوتے ہیں دوم سالانہ گردش جو زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے اس سے موسموں کا تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اور چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے۔ اس مضمون پر ویدوں میں مفصل تشریح ہے۔ کرہ زمین پانی سمیت سورج کے چاروں طرف گھومتی ہے (یجر وید ادھیائے ۳ منتر ۶)
جو سورج بارش وغیرہ کا کرنیوالا چمکتا ہوا روشنی کا منبع خوشنما سب جاندار و بے جان میں امرت روپ بارش یا کرنوں کے ذریعہ سے امرت کو داخل کرتا ہے اور سب مجسم اشیاء کو دکھلاتا ہوا سب کر توں کو کشش کرتا ہوا اپنے محور کے گرد (لٹو کی طرح) گھومتا ہے لیکن کسی کرے کے چاروں طرف نہیں گھومتا۔ ویسے ہی ایک ایک نظام شمسی میں ایک سورج روشنی کرنے والا اور دوسرے سب کرے روشن ہونیوالے ہیں (یجر وید ادھیائے ۳۳۔ منتر ۴۳)۔
جیسے یہ چاند سورج سے روشن ہوتا ہے ویسے ہی زمین وغیرہ کرے بھی سورج کی روشنی ہی سے روشن ہوتے ہیں لیکن رات اور دن ہمیشہ بنے رہتے ہیں کیونکہ زمین وغیرہ کروں کے گھومنے میں جتنا حصہ سورج کے سامنے آتا ہے اُتنے میں دن اور جتنا آڑ میں ہو جاتا ہے اُتنے میں رات ہو جاتی ہے (اتھروید) اسی گردش کی وجہ سے چاند اور سورج گرہن واقع ہوتے ہیں جیسا کہ گرہ لاگھو میں لکھا ہے "جس سمے پرتھوی گھومتی ہوئی سورج اور چاند کے بیچ میں آجاتی ہے تب پرتھوی کا سایہ چاند پر پڑتا ہے اور اسی کو چاند گرہن کہتے ہیں اور جب سورج اور پرتھوی کے بیچ میں چاند آجاتا ہے تب چاند کا سایہ زمین پر پڑتا ہے یعنی سورج کٹا سا دکھائی دیتا ہے اسی کو سورج گرہن کہتے ہیں" اور جو آجکل کے ٹکہ بٹورنے والوں نے راہو وغیرہ کی کتھا گھڑ رکھی ہے یہ سب غلطی ہے اور اس سمے جو پوپوں وغیرہ کو دان دیتے ہیں یہ بھی بفائدہ ہے جو لوگ زمین کو شیش ناگ یا بیل کے سینگ پر قائم بتلاتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں کیونکہ

سنسکرت میں شیش کے معنی باقی رہنے والے یعنی پرمیشور کے ہیں لوگوں نے اس کے مطلب کو نہ سمجھ کر سانپ کا جھوٹا گمان کر لیا ہے بھلا سانپ پر اتنا بڑا کرہ ٹھیر سکتا ہے؟ زمین کو ٹھیرانے والے کا نام سنسکرت میں رکھشا بھی ہے اسکے دو معنے ہیں اول سورج دوسرے بیل۔ اس لفظ کو نہ سمجھ کر کسی نے بیل کا گمان کر لیا ہے۔ لیکن اس جاہل کو یہ سمجھ نہ آئی کہ اتنے بڑے کرہ زمین کے دھارن کرنے کی طاقت بیل میں کہاں سے آئیگی۔ لیکن رکھشا (سورج) نے اپنی کشش سے زمین کو دھارن کیا ہے لیکن سورج وغیرہ کا دھارن کرنیوالا ایشور ہے

انسان کی پیدائش انسان کی پیدائش سے پہلے زمین وغیرہ کی پیدائش ہوئی کیونکہ زمین وغیرہ کے بغیر انسان کا قیام اور پرورش نہیں ہوسکتے آغاز دنیا میں ہزاروں انسان پیدا کئے کیونکہ جن جیووں کے کرم ایشوری سرشٹی[1] میں پیدا ہونے کے تھے اُن کی پیدائش شروع دُنیا میں پرمیشور نے کی اس بات کی شہادت یجروید میں بھی لکھی ہے کہ ابتداء میں انیک یعنے سینکڑوں ہزاروں انسان پیدا ہوئے اور دُنیا میں دیکھنے سے بھی یقین ہوتا ہے کہ انسان کئی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ ابتداء دُنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش جوانی کی عمر میں ہوئی کیونکہ اگر بچے پیدا کرتا تو اُن کی پرورش کے لئے دُوسرے انسان درکار ہوتے اور اگر بوڑھے بناتا تو ابتداء دُنیا نہ ہوتی اسلئے جوانی کی عمر میں پیدائش کی اور ساتھ ہی وید ظاہر ہونے سے اسپر عمل کیا گیا ناظرین حیران ہونگے کہ ابتداء دُنیا میں بغیر ماں باپ کے انسان وغیرہ کس طرح پیدا ہو گئے ناظرین حیرانی کی کوئی بات نہیں کیونکہ اب بھی برسات کے موسم میں مینڈک مچھر ایک ہی دفعہ جھنڈے کے جھنڈے پیدا ہو جاتے ہیں اور برسات گذرنے پر معدوم ہو جاتے ہیں اسی طرح سے انسان ہوئے مگر باپ کے بغیر ماں کے پیٹ سے اولاد ہونی ناممکن ہے

مسئلہ تناسخ جیو کے جنم بہت سے ہیں جیو انسان کے جامے میں اگر اچھے کام کرتا ہے تو اچھی جونی کو پاتا ہے اور اگر بُرے کرم کرتا ہے تو بُری جُونی کو پاتا ہے اور محدود علم ہونیکی وجہ سے پچھلی باتیں یاد نہیں نہیں رہتیں پچھلے جنم کی بات تو دُور رہی اسی جنم کی بات یاد نہیں رہتی۔ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ تم نے

نوٹ[1]۔ ابتدائی مخلوقات جو ماں باپ کے بغیر پیدا ہوتی ہے ایشوری سرشٹی کہلاتی ہے۔

۵ دسمبر سنہ ۱۹۰ء کو ۱۰ بجے پر ۵ منٹ گزرے کیا کیا تھا تمھارا منہ ہاتھ یا کان جسم کس طرح اور کس قسم کا تھا اور من میں کیا سوچ تھی تو تم نہیں بتا سکو گے جب اس جسم میں یہ حال ہے تو پچھلے جنم کے یاد رہنے کے متعلق شک پیدا کرنا محض لڑکپن کی بات ہے اور یاد نہ رہنے کی وجہ سے جیو سکھی ہے نہیں تو سارے جنموں کے دکھوں کو یاد کر کے دکھی ہو کر مر جاتا نیز کوئی شخص پچھلے اور اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے تو جان بھی نہیں سکتا کیونکہ جیو کا علم اور وجود محدود ہے یہ بات ایشور کے جاننے کی ہے نہ کہ جیو کی۔

ثبوت جنم سے لیکر وقت وفات میں حکومت دولت عقل علم غریبی بے عقلی جہالت اور سکھ دکھ دنیا میں دیکھ کر پچھلے جنم کی باتیں جان سکتے ہیں اگر ایک حکیم اور ایک غیر حکیم کو کوئی بیماری ہو تو گو اس کی تشخیص یا اسکا سبب حکیم کو معلوم ہو جاتا ہے اور ناواقف نہیں جان سکتا کیونکہ ایک نے علم حکمت پڑھا ہے اور دوسرے نے نہیں پڑھا مگر حکمت سے ناواقف بھی بخار وغیرہ بیماریوں کے ہونے سے اتنا جان سکتا ہے کہ مجھ سے کوئی بد پرہیزی ہوگئی ہے جس سے مجھکو یہ بیماری ہوئی ہے۔ اسی طرح دنیا میں مختلف قسم کے سکھ دکھ وغیرہ کے گھٹا و بڑھا کو دیکھ کر پچھلے جنم کا قیاس کر سکتے ہیں اور اگر پچھلے جنم کو نہ مانیں تو پرمیشر طرفداری کرنے والا ٹھہر جاتا ہے کیونکہ پاپ کے بغیر غریبی وغیرہ دکھ اور پچھلے کمائے ہوئے پن کے بغیر حکومت دولت مندی اور عقل وغیرہ سکھ کیوں دیئے۔ پس پچھلے جنم کے پاپ اور پن کے مطابق دکھ سکھ دینے سے پرمیشور ٹھیک ٹھیک منصف رہتا ہے۔

نوٹ۔ واضح ہو کہ ہمارا ماں باپ بہن بھائی وغیرہ کا رشتہ جسم سے ہے روح سے نہیں۔ جیو سب برابر ہیں۔ جیو کسی کا باپ بیٹا نہیں ہے اور بہشت (سکھ) دوزخ (دکھ) دنیا پر ہی ہے اور دوسری کسی جگہ نہیں۔

روزمرہ نیم (اختیار کرنے قابل) اور یم (ترک کرنیکے قابل) باتوں کا بیان

نیم آدمی کو چاہیئے کہ بہت ہی صبح تڑکے پہلی دفعہ آنکھ کھلنے پر اٹھ بیٹھے سستی سے بستر پر پڑا رہنا پاپ سمجھے آدمی کو سمجھنا چاہیئے کہ بستر اسونے کے واسطے ہے۔ جب نیند ہو چکی تو لیٹنا پاپ ہے اٹھنے

کے ساتھ ہی بستر ے کو لپیٹ دینا نہیں چاہیئے بلکہ تھوڑی دیر کھلا پڑا رہنا چاہیئے تاکہ رات کے
وقت جسم سے جو بخارات خارج ہو کر اُس میں جذب ہوتے رہے ہیں وہ صبح کی شُدھ وایو سے
صاف ہو سکیں۔ اگر بستر ے کو یکلخت لپیٹ دیا جاویگا تو بخارات اُس کی تہوں میں موجود رہیں گے اِس لیئے
اُٹھنے کے ساتھ ہی چھت پر یا کسی کھلے میدان میں ہوا کھانے کے واسطے چلا جانا چاہیئے اور
تھوڑی دیر ٹہلتے رہنا چاہیئے اِس سے سُستی دُور ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہونے لگتا ہے
کہ گویا بدن میں ایک تازہ جان آگئی ہے آدمی کو اس وقت کی بہت قدر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ
رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک ہی شانتی کا وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی بھی رُوح پرماتما
کے ساکشات ورشن کر سکتی ہے پھر آدمی کو چاہیئے کہ ضروریات سے فارغ ہو کر دانتن کرے اور
مُنہ دھو کر ورزش جسمانی کرنے میں لگجاوے اِس سے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء کھلتے ہیں اور بدن میں طاقت آجاتی ہے
ورزش کرنیکے بعد بستر ے کو لپیٹ کر اپنی اصلی جگہ پر رکھ دینا چاہیئے پھر نہا دھو کر سندھیا معمولی صحت کرنی
چاہیئے کیونکہ بلا معنی کرنیکا کچھ فائدہ نہیں ہے سندھیا کرنیکے بعد ہون کرنا چاہیئے اِس سے آب و ہوا صاف ہو جاتی
ہے سب لوگ جانتے ہیں کہ بدبودار ہوا اور پانی سے بیماری بیماری سے جانداروں کو تکلیف اور خوشبودار ہوا اور
پانی سے تندرستی اور بیماری کے رفع ہونیسے راحت حاصل ہوتی ہے سندھیا ہون دونوں وقت کرنا چاہیئے ہر ایک
ہر ایک آہتی کو سولہ سولہ آہوتی اور چھ چھ ماشہ گھی وغیرہ خوشبودار چیزیں ہر ایک آہوتی کا اندازہ کم از کم ہونا چاہیئے۔
اِس سے زیادہ کرے تو بہت اچھا ہے۔ ہون نہ کرنے سے پاپ ہوتا ہے کیونکہ جس آدمی کے بدن سے جتنی بدبو پیدا ہو کر
ہوا اور پانی کو بگاڑتی ہے اور بیماری پیدا کرنیکا باعث ہونے سے جانداروں کو دکھ پہنچاتی ہے اتنا ہی پاپ
اُس آدمی کو ہوتا ہے اسلیئے اِس پاپ کے رفع کرنیکی غرض سے ہوا اور پانی میں اِس قدر یا اُس سے زیادہ خوشبو
پھیلانی چاہیئے۔ اِس کے بعد ایک گھنٹہ کسی دھرماتما کا ست سنگ کرنا چاہیئے اگر ست سنگ نہ مل
سکے تو کم از کم ایک گھنٹہ کسی دھرم پُستک یا کسی دھرماتما کے جیون چرتر کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ
اِس کا اثر باقی تئیس گھنٹہ رہے۔ تکلیف میں بھی دھرم کے کام کرتے رہنا چاہیئے اُلفت اور نفرت
چھوڑنے سے اندرونی پاکیزگی رکھنی چاہیئے دھرم کے ساتھ محنت کرنے سے نفع ہو تو خوشی اور
نقصان ہو تو ناخوشی نہ کرے سُستی چھوڑ کر ہمیشہ محنت کرنی چاہیئے اور محنت سے جو کچھ
ملے اُسی پر سنتوش (قناعت) کرنی چاہیئے۔ اپنی آتما کو پرمیشر کا حکم بجالانے میں نذر کر دے

اور اوم کے معنی پر غور اور روزمرہ اُس کا جپ کرے۔

مَن کرم وچن (اہنسا) ہمہ اہنگ بننا چاہیئے یعنی کسی جیو کے دل کو دُکھانا نہیں چاہیئے - سچ بولنا اور سچ ہی ماننا اور سچ ہی پر عمل کرنا چاہیئے سچے آدمی کی بات کا ہر ایک آدمی یقین کرتا ہے اور جہاں جاتا ہے اسکی عزت ہوتی ہے - اے خیر و عافیت چاہنے والے شخص اگر تو اپنے آتما میں ایسا جان کر کہ میں اکیلا ہوں جھوٹ بولتا ہے تو درست نہیں ہے کیونکہ تیرے دل میں جو دوسرا وجود پرمیشر ضابط القلوب کا ہے وہ ثواب اور گناہ کا چپ چاپ دیکھنے والا موجود ہے اُس پرماتما سے ڈر کر ہمیشہ سچ بولا کرو (منوسمرتی ادھیائے ۸ منتر ۹۱) منوجی مہاراج نے منوسمرتی میں جھوٹ بولنے والے کے واسطے زبان کاٹنے کی سزا فرمائی ہے۔

من قول اور فعل سے چوری کو ترک کر دینا چاہیئے یہ بھی ایک بڑا بھاری گناہ ہے منوجی مہاراج فرماتے ہیں کہ چور جس طریق پر جس جس عضو سے انسانوں میں نامناسب کام کرتا ہے اس عضو کو سب کی عبرت کے لیئے راجہ کاٹ دے (منو ادھیائے ۸ منتر ۳۳۴) رشوت بھی ایک قسم کی چوری ہے منو مہاراج فرماتے ہیں کہ جو سرکاری آدمی از راہ بے انصافی مدعی مدعا علیہ سے پوشیدہ طور پر روپیہ لیکر طرفداری اور خلاف انصاف کارروائی کرے اسکی تمام جائداد ضبط کر کے مناسب سزا دے اور اسکو ایسے ملک میں رکھے کہ جہاں سے پھر واپس ہو کر نہ آ سکے۔ تاکہ سب ملازموں کو عبرت ہو جاوے جو بھی ایک بہت بری حرکت ہے اس کو بھی ترک کر دینا چاہیئے عضو تناسل کا ضبط یعنی منی کو ضائع کرنا نہیں چاہیئے اور اپنی عورت کے سوا سب کو اپنی ماں بہن جاننے اور نظر بد سے کبھی کسی کی طرف نہ دیکھیے کیونکہ دھرماتماؤں کے نزدیک دل سے کسی کی طرف بد نظر سے دیکھنا بھی ایک قسم کا زنا ہے - جو لوگ رنڈی بازی یا کسی اور طریقے سے اپنے ویرج کو ضائع کرتے ہیں وہ اپنی جڑ آپ کاٹتے ہیں اور کمزوری سوزاک آتشک وغیرہ بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں منوسمرتی میں زانی کے واسطے بڑی بھاری سزا لکھی ہے چنانچہ کہا ہے کہ جو عورت اپنے حسب نسب کے گھمنڈ سے شوہر کو چھوڑا کرے اُس

کو جیتے جی بہت عورتوں اور مردوں کے سامنے کتوں سے کٹوا کر مروا ڈالے (منو ادھیائے ۸ منتر ۳۷۱) اسی طرح اپنی عورت کو چھوڑ کر دوسری کی عورت سے خواہ رنڈی سے زنا کرے تو لوہے کے پلنگ کو آگ میں تپا کے اور سرخ کر کے اسپر اس گنہگار مرد کو سلا کر بہت سے آدمیوں کے سامنے جلا دیوے (منو ادھیائے ۸ منتر ۳۷۲) ۔ جو لوگ کہ ویرج کو ضائع کر چکے ہوں اور اب اسکو روک کر راہ راست پر آنا چاہیں تو اُن کو مفصلہ ذیل تدابیر پر مستعمل ہو کر دھرم انوسار چلنا چاہیئے

(۱) جہانتک ممکن ہو ایکانت میں اور غیر معمولی وقت میں استری پرش آپس میں نہ ملیں (۲) جیسے گندگی وغیرہ پر نظر پڑ جاوے تو اچھتی نگاہ سے اُس کو دیکھ کر اس کے اثر سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے اس طرح اتفاق سے اگر وشوں کا ذکر کان میں پڑ جاوے یا کتاب میں لکھا دکھائی دیجاوے یا استری پرش کا ایکانت میں میل ہو جاوے یا دوسرے کے اجزاء جسم پر نگاہ پڑ جاوے تو شوق کے ساتھ توجہ نہ دینی چاہیئے تا کہ اسکا اثر من پر جم سکے ۔

(۳) سنکلپ یعنے خیال کو بھی جہانتک ممکن ہو وشوں کی طرف نہ جانے دینا چاہیئے حواسوں اور من کو عمدہ دلچسپ اور پاک باتوں میں اس قدر لگائے رکھنا چاہیئے کہ انکو دوسری طرف جانے کی فرصت ہی نہ ملسکے (۴) ویایام یعنے ورزش جسمانی روزمرہ اس قدر کی جاوے کہ بدن خصوصاً دونوں باہیں اچھی طرح تھک جاویں (۵) اپنے مزاج کا لحاظ رکھکر زیادہ گرم تاثیر والی و ترش اشیا داستعمال نہ کی جاویں اور بہت بہت گرم دودھ بھی نہ پینا چاہیئے (۶) معمولی غذا دال ساگ وغیرہ کی عادت ڈالنی چاہیئے مقوی چکنی چپڑی غذا خصوصاً عرصہ دراز تک کھانی چاہیئے (۷) اپنی طاقت کے موافق آٹھویں یا پندرھویں یا مہینے پیچھے فاقہ کی عادت ڈالنی چاہیئے تا کہ ویرج کی چنچلتا مٹی رہے (۸) عالم اور مہاتماؤں کا ست سنگ تلاش کر کے حاصل کرے اگر نہ مل سکے تو دھرم کی کتابوں کا مطالعہ جیسا کہ پیچھے ذکر آیا ہے کرے (۹) صبر کو کام میں لانا چاہیئے کیونکہ صبر جیسی کوئی تدبیر نہیں افیمی کو دیکھو جب قید ہو جاتا ہے تو مجبوراً افیم چھوڑنی پڑتی ہے دھارمک پرش کو بھی اسی طرح دشمن من روپی دشمن کو ست سنگ اور وچار روپی قلعہ میں قید کرنا چاہیئے تھوڑے دن میں کامیابی حاصل ہو جاویگی صرف سچا اور مستقل ارادہ درکار ہے ۔

غصہ حرص اور خود بینی (غرور) کو ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ دھرم کو جڑ مول سے اکھاڑ دیتے ہیں۔
شراب وغیرہ نشیلی چیزوں اور گوشت کو بالکل حرام سمجھنا چاہیئے کیونکہ نشہ دار چیزیں اول تو عقل کو بالکل ضائع کر دیتی ہیں دوسرے اُن کے استعمال سے وشئوں کی طرف زیادہ رغبت ہو جاتی ہے جو سب پاپوں کا مُول ہے اور گوشت عقل کو بھی کم کرتا ہے اور اس سے دوسرے جیووں کی دل آزاری ہوتی ہے اور کسی کی جھوٹی چیز کھانی نہیں چاہیئے اور اپنی جھوٹی کسی کو کھلانی نہیں چاہیئے اور حُقہ قطعی ترک کر دینا چاہیئے اول تو اس میں اول درجہ کی جھوٹ ہے۔ دوسرے یہ اندر کو سیاہ کر دیتا ہے اور اس سے کھانسی اور دمہ وغیرہ بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ تیسرے اس کے پانی سے بدبُو پھیلتی ہے جو کہ مضر صحت ہے۔ ان تمام عیبوں کو چھوڑنے اور ویدوں کے مطابق چلنے سے موکش یعنے نجات حاصل ہوتی ہے اور تناسخ کے بندھن سے چھوٹ جاتا ہے۔ یموں کے بغیر محض نیموں کو اختیار نہ کرے بلکہ دونوں پر عمل کیا کرے جو شخص یموں پر عمل کرنا چھوڑ کر محض نیموں پر عمل کرتا ہے وہ ترقی حاصل نہیں کرتا بلکہ تنزل یعنی دُنیا میں گرا رہتا ہے۔

آریہ اور نمستے کے معنے — آریہ کے معنی سنسکرت میں فاضل سرلشٹ (نیک) ودوان (علمدار) دھارمک ایشور بھگت کے ہیں اور نمستے کے معنی نمسکار کے ہیں اسلیئے ہر ایک آدمی کو چاہیئے کہ بجائے ہندو کے اپنے آپ کو آریہ بتائے اور بجائے رام رام نمو نارائن وغیرہ لفظوں کے لفظ نمستے کا استعمال کرے کیونکہ ہندو کے معنی کافر اور چور کے ہیں اور رام رام وغیرہ لفظوں کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ اور نہ یہ لفظ پرانی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

دیسی اور بدیشی چیزوں کا بیان — آدمی کو چاہیئے کہ بدیشی چیزوں کو بالکل استعمال نہ کرے بلکہ دیسی چیزوں کو استعمال کرے کیونکہ اول تو اس میں اپنے ملک کا فائدہ ہے اور دوسرے دیسی ہر ایک چیز بدیشی چیز سے مضبوط اور دیرپا ہوتی ہے اور مٹی کا تیل نہ جلایا جاوے کیونکہ اول تو اس سے مکان خراب ہوتا ہے دوسرے آنکھوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو بدیشی کھانڈ ہے یہ بھی ترک کر دینی چاہیئے کیونکہ اس کے اندر ہڈی ملی ہوئی ہے اسلیئے اس کو بالکل استعمال کرنا نہیں چاہیئے۔

ورنوں کا بیان ورن چار ہیں۔ برہمن اکشتری ویش شودر ان میں سے پہلے تین کو دوج کہتے ہیں۔ برہمن اکشتری ویش اور شودر جنم سے نہیں بلکہ کرم سے ہیں اس بارے میں منو مہاراج در افشاں ہیں کہ شودر خاندان میں پیدا ہوکر برہمن کشتری ویش کی مانند وصفِ عمل اور فطرت والا ہو تو وہ شودر برہمن اکشتری اور ویش بنجاتا ہے ویسے ہی جو شخص برہمن اکشتری اور ویش خاندان میں پیدا ہوا ہو اور اُس کے وصفِ عمل اور فطرت شودر کی مانند ہوں تو وہ شودر بن جاتا ہے اسی طرح شخص اکشتری یا ویش کے خاندان میں پیدا ہوکر برہمن یا شودر کی مانند ہو وہ شودر یا برہمن بھی ہو جاتا ہے۔ گویا چاروں ورنوں میں جس جس ورن کی مانند جو جو مرد یا عورت ہوں وہ اسی ورن میں گنے جاویں (منو ادھیائے ۱۰ منتر ۶۵)۔

فرائض برہمن پڑھنا پڑھانا۔ یگ کرنا کرانا۔ دان لینا۔ دان کرنا۔ بُرے کاموں کی خواہش نہ کرنا من کو قابو میں رکھنا۔ اور اگر کوئی آدمی دھرم کے برخلاف ہو اسکو نصیحت کرنا۔ ملک کی ترقی کے واسطے ملکوں ملکوں میں پھرنا اور جو کچھ اُن ملکوں سے ودیا سیکھ کر آوے وہ لوگوں کو پڑھانا برہمن کے فرض ہیں۔

فرائض اکشتری ۔ انصاف و عدل سے رعیت کی حفاظت کرنا دان دینا۔ دُنیا کی بھلائی کے واسطے روپیہ خرچ کرنا۔ وید پڑھنا۔ بہادری کرنا۔ لڑائی سے ڈر کر نہ بھاگنا ادھرمی آدمی کو سزا دینا۔ اکشتری کے فرض ہیں۔

فرائض ویش ۔ حیوانوں کی پرورش کرنا۔ علم اور اخلاق کی ترقی میں روپیہ خرچ کرنا۔ وید پڑھنا۔ یگ کرنا۔ قسم قسم کی تجارت کرنا۔ ۱۲ فیصدی سے زیادہ سود نہ لینا۔ روپیہ پیسے کو خواہ سو سال گزر جاویں دو گُنے سے زیادہ نہ لینا اور کھیتی کرنا وغیرہ ویش کے فرض ہیں۔

فرائض شودر ۔ حسد بغض غرور کو چھوڑ کر برہمن اکشتری ویش کی خدمت کرنا واضح ہو کہ شودر بے علم کو کہتے ہیں۔

دان کی بابت حکم برہمن اکشتری اور ویش کو چاہیئے کہ دان مستحق کو دیں غیر مستحق کو دان کبھی نہ دیں دان کے مستحق ۔ جو آدمی وید شاستر کا پڑھا ہوا برہم ودیا کے جاننے والا دلیل کرنیوالا اور نکما نہ بیٹھنے والا۔ راحت و رنج۔ نفع و نقصان مذمت یا تعریف میں خوشی یا غم کبھی نہ کرنیوالا دھرم پر ہمیشہ

رہنے والا۔ اور دُنیا کا اُپکار کرنے والا ہو اُس کو دان دینا چاہیئے اور یتیم خانوں اور گئوشالوں۔ پاٹھ شالوں۔ شدھی سبھاؤں اور اپاہج خانوں میں دان دینا بڑا دھرم ہے۔ کیونکہ ان سب کا اُپکار دُنیا کو فائدہ بخشتا ہے۔

غیر مستحق ۔ جو آدمی فریبی مکّار۔ عیّاش۔ خود غرض اور بھیس بنا کر لوگوں کو ٹھگنے والا ہے علم ضد کرنیوالا اور دُنیا کا کچھ فائدہ نہ کرنے والا ہو اُس کو دان دینا پاپ ہے۔ کیونکہ وہ دُنیا میں جہالت پھیلانے والا ہے۔

آشرموں کا بیان شاستروں میں حکم ہے کہ ہر ایک آدمی خصوصاً برہمن اپنی عُمر کے چار حصّے کرے اوّل حصّہ برہم چریہ یعنی ۲۵ برس برہمچاری رہکر علم پڑھے۔ دوم گرہست یعنی ۲۵ برس اپنے گھر بار میں بیوی کے ساتھ گزارے۔ سوم بان پرستھ یعنی ۲۵ برس بنوں میں رہ کر پرمیشور کی اُپاسنا کرے چہارم سنیاس یعنے ۲۵ برس تمام دنیا میں دھرم کا اپدیش کرے ان آشرموں کا مقصد یہ ہے کہ علم پڑھنے ہدایت لینے اور زور آور وغیرہ ہونے کے لیئے برہمچریہ سب قسم کے اچھے کاروبار کی تکمیل کیلئے گرہستھ بچار دھیان اور گیان بڑھانے ریاضت کرنے کے لیئے بان پرستھ اور وید وغیرہ ست شاستروں کی اشاعت دھرم کے کاروبار کے حصول اور بُرے کام کے ترک سچّی وعظ اور سب کے شکوک رفع کرنے وغیرہ کے لیئے سنّیاس آشرم ہے۔ لیکن جو سنیاس کے اعلیٰ دھرم یعنی سچا وعظ وغیرہ نہیں کرتے وے سنّیاسی نہیں۔

اولاد پیدا کرنے اور انکو تعلیم و تربیت کرنیکا طریقہ مرد کو چاہیئے کہ عورت کے حیض نمودار ہونیکے پانچویں دن سے لیکر ۱۶ سولھویں دن تک جو ہمبستری کا وقت ہے اس سے پیشتر کے چار دن ترک کر دینے چاہئیں۔ باقی جو بارہ دن رہے ان میں سے گیارہویں اور تیرہویں رات کو چھوڑ کر باقی دس راتوں میں عمل متعلقہ حمل اچھّا ہے۔ حیض کے نمودار ہونیکے دن سے لیکر ۱۶ سولھویں رات کے بعد ہمبستری نہیں کرنی چاہیئے۔ اور جسوقت تک کہ دوبارہ وقت معینہ ہمبستری کا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے نہ آئے تب تک نیز حمل ٹھیر جانے کے ایک برس تک صحبت نکریں

نوٹ۔ اگر عمر ۱۰۰ سال سے زیادہ ہو تو باقی عمر پاٹھ شالوں میں لڑکوں کو پڑھانے میں گزارنی چاہیئے۔

نوٹ واضح ہو کہ آشرم مرد اور عورت سب کیلیئے برابر ہیں۔

جب دونوں کی جسمانی صحت ٹھیک ہو دل خوش ہو کسی قسم کا غم نہ ہو صحبت کرنی چاہیئے اور حمل ٹھیرنے کے بعد عورت کی مزید احتیاط کرنی چاہیئے۔ مقوی کھانے دینے چاہئیں اور عورت کو ہر طرح سے خوش رکھنا چاہیئے کیونکہ جیسے اوصاف عورت کے ہونگے ویسے ہی بچے کے بھی ہونگے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد بچہ کو خوشبودار پانی سے نہلانا چاہیئے۔ بچہ کو زچہ کا دودھ پانچ دن پلانا چاہیئے پھر دائی کا پلانا چاہیئے اور زچہ کو خوب کھانا وغیرہ دینا چاہیئے تاکہ اُنھیں پھر از سر نو طاقت آجاوے۔ اس عمل سے عورت دو مہینے بعد پھر جوان ہو جاتی ہے اور مرد کی طاقت بھی بنی رہتی ہے۔ اگر بچہ کے دودھ پلانیکے واسطے دائی نہ ملے تو بکری کے دودھ میں عمدہ ادویات جو عقل اور صحت اور ہمت بڑھانے والی ہوں جوش دیکر پلانی چاہئیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور عورت کا ہی دودھ پلانا منظور ہو تو چار سال تک عورت کے ساتھ ہمبستر نہ ہونا چاہیئے تاکہ اولاد اچھی طرح پرورش پا سکے۔ لڑکے اور لڑکی کو ایک نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ جبتک بچہ آٹھ سال کا نہ ہو تب تک ماں اُس کو تعلیم دے اور ادب آداب نشست وبرخاست کے طریقے سکھاوے۔ اگر لڑکا ہو تو لڑکوں کے اور اگر لڑکی ہو تو لڑکیوں کے گروکل یا پاٹھ شالا میں پڑھنے کے واسطے جنیؤ دیکر بھیج دیویں مدرسوں میں اُستاد اور اُستانیاں نیک چلن ہونی چاہئیں۔ مدرسے گاؤں سے دو میل کے فاصلے پر۔ اور لڑکے اور لڑکیوں کے مدرسے بھی آپس میں دو میل کے فاصلے پر ہونے چاہئیں۔ لڑکوں کے مدرسے میں آدمی اور لڑکیوں کے مدرسے میں عورتیں ملازم ہونی چاہئیں اور ۵ برس کی لڑکی کو لڑکوں کے مدرسے میں اور ۵ برس کے لڑکے کو لڑکیوں کے مدرسے میں جانے نہ دینا چاہیئے اُستاد اور اُستانیوں کو چاہیئے کہ بچوں کو دھرم کی تعلیم دیں اور اُن کے چال وچلن درست کرا دیں اور اُن کو بھوت پریت ڈاکنی شاکنی وغیرہ کی تعلیم سے آگاہ کر دینا چاہیئے کہ یہ محض دھوکا ہے کیونکہ آدمی کے مرنے کے بعد جیو کرم انوسار دوسری جون کے اندر چلا جاتا ہے پھر تکلیف دینے کے واسطے کون آجاتا ہے۔ اور بچوں کے دل میں مسئلہ تناسخ جو کہ پیچھے بیان کیا گیا ہے خوب ذہن نشین

نوٹ ۱ - بچہ پیدا ہونے پر جنم پتری بنوانا فضول ہے۔

کیا دیں اور اُن کو یہ بھی سمجھا دینا چاہیئے کہ یہ لوگ جو اپنے آپ میں دیوی یا بھیرو یا شیتلا بتلاتے ہیں اور سر ہلاتے اور کودتے ناچتے ہیں وہ انکی چالاکی ہے اُن کے اندر کچھ نہیں ہوتا اگر کوئی امتحان کرنا چاہے تو بجائے اُن سے کچھ پوچھنے کے پانچ سات جوتے پھٹکار دے تو پھر سب دیوی دیوتا وغیرہ خوش ہو کر بھاگ جاتے ہیں اور جو لوگ اپنے آپ کو نجومی بتلاتے ہیں اور تم کو گرہوں کا پھل سُناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمھارے اوپر سینیچر کا گرہ ہے اور تم کو تکلیف ہوگی اگر تم سینیچر کا دان نہیں کروگے یہ لوگ بھی جھوٹ بکتے ہیں کیونکر سینیچر وغیرہ بیجان کُرّے ہیں وہ کسی کو کیا دُکھ سُکھ پہنچا سکتے ہیں۔ سُکھ دُکھ اپنے اعمال کا نتیجہ ہے اُس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم لوہے وغیرہ کا سونا بنانا جانتے ہیں اور ہم تمھارے دشمن کو منتر سے مارینگے یا اُس کو منتر کے زور سے شہر بدر کردینگے اور کسی عورت وغیرہ کے دل میں تمھاری محبت پیدا کردینگے اور تمھاری بیماری کو منتر سے دُور کردینگے وہ سب اِن لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں جن سے لوگوں کو ٹھگتے پھرتے ہیں وہ منتر سے مکھی کو تو بدن سے اُڑا نہیں سکتے اور کیا کرینگے اور لالچی گروؤں کی لیلا سے بھی بچنا چاہیئے اور ویرج (منی) کی حفاظت وغیرہ یم اور نیم سے جو کہ پیچھے بیان کر آئے ہیں بخوبی آگاہ کردینا چاہیئے اور اُن کو سمجھا دینا چاہیئے کہ یہ جو لوگ گنگا وغیرہ دریاؤں اور تالابوں میں نہانے کو تیرتھ اور پتھروں وغیرہ سے سر پھوڑنے کو مورتی پوجن اور مُردوں کے نمت پوپ کھلانے کو شرادھ اور بھوکے مرنے کو برت بتلاتے ہیں یہ اُن کی غلطی اور ویدوں سے ناواقفی کا سبب ہے۔ در اصل گنگا وغیرہ نہانے سے کسی کا گناہ دُور نہیں ہوتا۔ نہانا صرف بدن کی بیرونی صفائی کے واسطے ہے سچے تیرتھ یہ ہیں۔ وید وغیرہ سچے شاستروں کا پڑھنا پڑھانا۔ دھارمک عالموں کی صحبت سب کی بھلائی کرنا۔ دھرم پر چلنا۔ دشمنی اور فریب نہ کرنا۔ راست بازی۔ سچائی کا اعتقاد۔ راست کرداری برہمچریہ رکھنا۔ اُستاد۔ درویش۔ ماں باپ مسافر کی خدمت پرمیشر کی عبادت نفس کُشی۔ نیک سیرتی۔ نیک کوشش۔ علم اعلےٰ وغیرہ اچھے اوصاف و افعال دُکھوں سے دُور کرانے والے ہونیکے سبب تیرتھ ہیں اور جو تری یا

خشکی والے ہیں وے تیرتھ نہیں ہو سکتے اور سچی مورتی پوجا[1] یہ ہے اوّل ماں مورتی مجسّم تعظیم کے قابل دیوتا ہے یعنی اولاد کو تن من دھن سے خدمت کر کے والدہ کو خوش رکھنا چاہیئے تکلیف و رنج کبھی نہ دینا چاہیئے۔ دوسرا باپ راست اعمال والا دیو اسکی ماں کی مانند خدمت کرنی۔ تیسرا آچاریہ جو علم کا دینے والا ہے اس کی تن من دھن سے خدمت کرنی۔ چوتھا ستیاسی فاضل دھرم پر چلنے والا۔ فریب سے الگ سب کی ترقی کا خواہاں دنیا میں پھرتا ہوا سچے اپدیش سے سب کو آرام پہنچاتا ہے۔ اس کی خدمت کریں۔ پانچویں عورت کیواسطے خاوند اور مرد کے لیئے بیوی تعظیم کے قابل ہے یہ پانچ مورتی ماں دیو جن کے طفیل انسانی جسم کی پیدائش۔ پرورش۔ سچی تعلیم علم اور سچا اپدیش حاصل ہوتا ہے یہی پرمیشر کے حاصل کرنے کی سیڑھیاں ہیں ان کی خدمت نہ کرتے ہوئے جو پتھر وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں وے ویدکے سخت مخالف ہیں۔ کیونکہ وید میں کہیں بیجان چیز کی عبادت کرنی نہیں لکھی اور جس فعل سے سچائی کو قبول کیا جائے اس کو شردھا اور جو کام شردھا سے کیا جاوے اس کو شرادھ کہتے ہیں اور جس جس عمل سے ترپت یعنی زندہ ماں باپ وغیرہ بزرگ خوش ہوں اور خوش کیئے جاویں اُس کا نام ترپن ہے۔ کیونکہ وہ زندوں کے لیئے ہے مُردوں کے لیئے نہیں کیونکہ مرنے کے بعد تو جیو کرم انوسار دوسرا جنم پاتا ہے تو پھر پیچھے سے مُردوں کے نمت کھانا کھلانے سے اُن کو کس طرح پہنچ سکتا ہے اور برت عہد کو کہتے ہیں بھوکے مرنے کا نام برت نہیں ہے اور نہ کوئی بھوکا مرنے سے بہشت (سکھ) حاصل کر سکتا ہے۔ شیو برت اور ایکادشی سب واہیات ہیں۔ بھوتوں کے کہنے سننے میں آنا نہیں اچھا۔ اور بچوں کو سمجھا دینا چاہیئے کہ ہم گئو کی دوسرے جانوروں کی نسبت اسواسطے زیادہ عزت کرتے ہیں کہ اس سے دنیا کو سب جانوروں سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ اور جو لوگ اسکا پیشاب وغیرہ پیتے ہیں یہ اُن کی بیوقوفی ہے اور بچوں کو جنیئو اسواسطے دیا جاتا ہے کہ یہ ایک نشان ہے جو کہ اُن کو علم اور نیم پر قائم

نوٹ ۱۔ واضح ہو کہ پُوجا کے معنے عزت کے ہیں لے دراصل نجوم کے معنے علم حساب کے ہیں جس سے کہ ہم تاریخوں وغیرہ کا حساب معلوم کر سکتے ہیں۔

رہنے کے واسطے عہد کے طور پر دیا جاتا ہے اور چوٹی بھی طرف ایک نشان ہے جو کہ بادشاہی وقت سے جنیئو توڑے جانے پر دیا جاتا ہے۔ جنیئو توڑ دیئے جانے کے باعث رائج کیا گیا ہے اور بچوں کو زیور پہننے کے نقصان مفصل طور پر سمجھا دینے چاہئیں اور لڑکیوں کو بتاویں کہ پردہ اور گھونگٹ کی رسم بہت بری ہے۔

اُستاد کو چاہیئے کہ بچوں کو مجلس کے قاعدے بتاویں اور سمجھاویں کہ ہر وقت کھجلاتے رہنا جہاں بیٹھیا وہاں کاغذ یا تنکے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کوڑا کرتے رہنا زمین پر نقش بنانے رہنا بالوں کو روکھا اور اُلجھا ہوا رکھنا دانتوں کو کُریدتے رہنا یا کان کا میل نکالتے رہنا آنکھوں کو مٹکاتے رہنا تھوکنے یا ڈکارتے رہنا زیادہ ہنسنا اور زیادہ بولنا کسی کی بات کاٹنا کسی کو بُرا کہنا کسی کی چغلی کرنا اور جو کام نہ کر سکے اس کا زبان سے اقرار دینا بغیر سوچے کوئی کام کرنا نہیں چاہیئے اور بغیر بُلائے مجلس میں جانا نہیں چاہیئے اور مجلس میں جا کر اپنے رُتبے سے بیٹھنا چاہیئے۔ اور بچوں کو سمجھا دیں کہ پیشاب پاخانہ چھینک جمائی وغیرہ کو روکنا نہیں چاہیئے کیونکہ ان سے جسمانی صحت میں فرق آجاتا ہے اور جعلی کتابوں بھاگوت وغیرہ کو پڑھنا نہیں چاہیئے کیونکہ ان میں فحش باتیں ہیں اور ہر ایک سے شیریں کلامی سے پیش آنا چاہیئے اور اُن کو اچھی طرح اُستاد وید شاستر سمجھا کر پڑھا دیں۔ جب لڑکے اور لڑکیاں اچھی طرح سے تعلیم پا چکیں اور اُن کا برہمچریہ آشرم اور تحصیل علم کے ختم ہونے میں برس یا چھ مہینے باقی رہیں تب

شادی

اُس لڑکی اور لڑکے کا فوٹو یا تصویر اتار کر لڑکیوں کے پڑھانے والوں کے پاس کنوارے لڑکوں کی اور لڑکوں کے اُستادوں کے پاس لڑکیوں کی تصویریں بھیج دیں جس جس کی شکل ملجائے اُس اُس کے انفاس یعنی پیدائش سے لیکر اُس دن تک جو جنم چرتر یعنی سوانح عمری کی کتاب ہو اُس کو پڑھانیوالے منگوا کر دیکھیں جب دونوں کے وصف خصلت فطرت مطابق ہوں تب جس جس کے ساتھ جس جس کا بیاہ ہونا مناسب سمجھیں (بیاہ باپ کے گوتر اور ماں کے چھ پُشتوں اور قریبی رشتہ داروں میں نہ ہونا چاہیئے) اس اس

نوٹ۔ مرد ۲۵ سال اور عورت کو ۱۶ سال کی عمر تک کم از کم برہمچاری رہکر شادی کرانا چاہیئے۔

لڑکے اور لڑکی کی عکسی تصویر اور سوانح عمری لڑکے لڑکی کے ہاتھ میں دیدیں اور کہیں کہ اس میں تمہاری جو منشاء ہو سو ہم کو بتا دینا۔ جب ان دونوں کا پختہ ارادہ باہم شادی کرنے کا ہو جائے تب ماں باپ کے مشورے سے ان دونوں کا ویدک ریتی سے بیاہ کر دینا چاہیئے

قوانین شادی (۱) جوان عمر میں بعد اختتام تعلیم و میعاد برہمچریہ شادی ہونی چاہیئے۔ (۲) مرد اور عورت کی پسند لازمی امر ہے (۳) استادوں اور والدین وغیرہ کا مشورہ ضروری ہے (۴) قبل از بیاہ پوشیدہ ملاقات کی قطعی ممانعت ہے (۵) مزاج اور عادات کی مطابقت ہو کر بیاہ ہونا چاہیئے (۶) جو مرد اور عورت اولاد پیدا کرنیکے قابل اور خواہشمند ہوں محض اُن کو ہی بیاہ کرنا چاہیئے (۷) دس سے زیادہ اولاد ہرگز پیدا نہ کرنی چاہیئے (۸) قریبی رشتہ داروں میں شادی منع ہے (۹) مرد عورت کو طلاق وغیرہ کا اختیار نہیں (۱۰) مرد و عورت ایک دوسرے کو رفیق سمجھیں (۱۱) ایک مرد کو ایک ہی عورت اور ایک عورت کو ایک ہی مرد سے شادی کا اختیار ہے (۱۲) عورت و مرد باہم ایک دوسرے کو ساتھ عزت کے برتاؤ کریں (۱۳) مرد و عورت بہت مدت تک ایک دوسرے سے جُدا نہ رہیں (۱۴) سوائے ایام مقررہ کے ہرگز جماع نہ کرنا۔ بچپن کی شادی اور اس کی خوشی صرف والدین تک محدود ہوتی ہے دولہا اور دلہن کو کیا خبر کہ شادی کس جانور کا نام ہے اس شادی سے بڑا بھاری نقصان پہنچتا ہے اول تو اولاد زیادہ مرتی ہے دوسرے بیماریوں کی ترقی دن دونی رات چوگنی ہوتی ہے تیسرے عورتیں اور مرد جلد جلد بیوہ اور رنڈوے ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ ہزاروں نقصان ہیں۔ عقلمندوں کو چاہیئے کہ اس رسم کو ترک کریں۔

بڑھاپے کی شادی۔ بعض نا عاقبت اندیش پیری کے زمانے میں بھی شادی کرنے سے باز نہیں آتے بدن تھر تھر کانپتا ہے۔ سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ دانت ہلنے لگ گئے پُشت کی ہڈی خم کھا گئی مگر نوشہ بننے اور سہرہ باندھنے کی ہوس ابھی باقی ہے ادھر ملک الموت رُوح قبض کرنے کو تیار ہے اُدھر بیاہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں خیر جس طرح ہوا شادی ہو گئی شہیدوں میں شامل ہو گئے خادمی شدوں کی فہرست میں نام لکھا گیا لیکن گئی ہوئی جوانی کو واپس لانے

نوٹ [۱] شادی میں رنڈی وغیرہ نچانا اور آتشبازی وغیرہ فضول خرچی نہیں کرنی چاہیئے۔

کا کیا علاج۔ بڈھے جی کمزور ہوتے ہیں اور عورت جوانی پر ہوتی ہے وہ اور لوگوں سے خراب ہوتی اور ہمیشہ نااتفاقی رہتی ہے جو کہ تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ منوجی مہاراج فرماتے ہیں کہ جس خاندان میں عورتوں کو تکلیف ہو وہ خاندان بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جہاں عورتوں کو آرام ہوتا ہے وہ ہمیشہ پھلتا پھولتا ہے (منو ادھیائے ۳ شتر ۵۷)۔

اور اگر کوئی شریف خاندان کی خراب ہونے سے بچ جاتی ہے تو بڈھے جی ایک دو سال میں چل بستے ہیں اور وہ بیچاری بدھوا ہو کر بیٹھ جاتی ہے تو بڈھے جی کی اور ماں باپ کی جان کو روتی ہے۔

لڑکی کا معاوضہ لینا پاپ ہے۔

وید وغیرہ شاستروں میں لڑکی کے عوض میں روپیہ لینے کی سخت ممانعت ہے منوسمرتی میں حکم ہے کہ لڑکی کا باپ تھوڑا بھی معاوضہ نہ لیوے۔ طمع سے کچھ معاوضہ لینے سے لڑکی کا بیچنے والا کہلاتا ہے (منوسمرتی ادھیائے ۳ سنر ۵۱)

بدھوا بواہ

آجکل لوگ بدھواؤں کا بواہ کرنا ہتک عزت سمجھتے ہیں۔ جس سے ہزاروں بدھوائیں غیر مردوں کے ساتھ خراب ہوتی ہیں اور حمل ٹھیرنے پر اس کو گرواتی ہیں جس سے لاکھوں جیووں کا نقصان ہوتا ہے اور بہت سی عزیزوں کے ساتھ نکل جاتی ہیں اور ماں باپ کی عزت پر دھبا لگا جاتی ہیں۔ ویدوں میں بھی بدھوا بواہ کی اجازت ہے۔ اور ارجن کی لڑکی کا دوسرا بواہ ہوا۔ وہ لوگ بدھوا بواہ کو ہتک عزت نہیں سمجھتے تھے۔ مگر آجکل عزت کے بچے بنے پھرتے ہیں اور الٹا بے عزتی کروا بیٹھتے ہیں اور ہاتھ مل مل کر روتے ہیں کہ رانڈ نے ہماری عزت برباد کر دی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس نے نہیں کی بلکہ تم نے خود کی۔ اپنی تو چار چار شادیاں کرانے سے نہیں جھجکتے اور ان کی دوسری شادی کبھی نہیں کرتے کیا ان کے اندر تمہارے جیسا کام دیو نہیں ہے۔ پس ہر ایک بدھوا کی حسب خواہش ضرور شادی کر دینی چاہیئے تاکہ عزت کا نقصان نہ ہو۔

گرہست آشرم میں مرد اور عورت کے فرائض

عورت اور مرد کا فرض ہے کہ دونوں ویدک ریتی سے اولاد پیدا کریں ہمیشہ سچ بولیں۔ خود غرض اور خوشامدی کی نصیحت نہ سنیں سندھیا

اور ہون دونوں وقت صبح وشام کو کریں اور شردھا کے مطابق ماں باپ ساس سسر بزرگ گیانی آدمی

اور مسافر کی خدمت کریں ہمسایہ اور فاضل سے محبت رکھیں جو بد معاش ہو اس کو کینہ چھوڑ کر

نصیحت کریں بزرگوں کے نزدیک گرہست آشرم ہی مکتی کا باعث ہے کیونکہ آدمی اس میں سب طرح

کا اُپکار کر سکتا ہے جو کوئی اُس کی بُرائی کرتا ہے وہ خود بُرا ہے جو کوئی بھلائی کرتا ہے وہ خود بھلا ہے

پرم پرا یا پرانی ریت کی تردید

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ ہم اپنے باپ دادا کی پُرانی ریت کو کس طرح ترک کر دیں

اس کا جواب یہ ہے کہ پُرانی ریت وید کی ہے اس کے مطابق چلنا چاہیئے مگر

کسی کا باپ دادا شرابی رنڈی باز جواری وغیرہ بھی ہو گا تو عقلمند کو خود بھی ویسا ہی بن جانا

چاہیئے اور اگر کسی کا باپ اندھا ہو تو عقلمند کو خود بھی اپنی دونوں آنکھیں نکال دینی چاہئیں

اور اگر کسی کا باپ دادا مفلس ہو اور اس کے بیٹے کو ہزار روپیہ مل جاوے تو اس کو باہر پھینک

دینا چاہیئے۔ نہیں بلکہ اچھے کاموں کو اختیار اور بُرے کاموں کو ترک کر دینا چاہیئے۔ اگر باپ

دادا بدچلن ہوں تو اُن کو نصیحت کرنی چاہیئے اگر نہ مانیں تو اُن سے عقلمند آدمی کو قطع

تعلق کر دینا مناسب ہے۔

ہندو دھرم سناتن مت کھنڈن

ہندو کے معنے چور کافر غلام اور رہزن کے ہیں یہ لفظ دوسرے مذہب والوں نے طنزاً

اُن کے واسطے استعمال کیا ہے یہ لوگ اٹھارہ پوران کو مانتے ہیں اور اُن کو ویاس جی

کی تصنیف بتاتے ہیں لیکن جب ہم ویاس جی کی تصنیف ویدانت شاستر کو دیکھتے ہیں تو

ہمکو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ پُران ویاس جی کی تصنیف نہیں بلکہ مہا بھارت کے زمانے

سے پیچھے جس کو اب پانچ ہزار سال گذر چکے ہیں وام مارگیوں کے تصنیف کیئے ہوئے ہیں جو

کہ شراب نوش گوشت خور اور اول درجے کے زانی تھے اُن کے بدکار ہونے کا ثبوت پُرانوں

کی بیہودہ کہانیوں سے صاف پایا جاتا ہے ہم اس جگہ پر پُرانوں کی فحش کہانیاں لکھنے کے

لیئے تیار نہیں ہیں اس جگہ پر چند ایک اُنکی جھوٹی اور بناوٹی باتیں لکھتے ہیں۔

دروپدی کے پانچ خاوند تھے۔ بھلا کوئی عقلمند آدمی اس بات کو مان سکتا ہے جبکہ وید وغیرہ دھرم شاستروں میں ایک آدمی کو ایک وقت میں ایک سے زیادہ استریاں رکھنے کا حکم نہیں تو عورت کو ایک ہی وقت میں پانچ خاوند کرنے کا کیسے حکم ہو سکتا ہے یہ محض جھوٹی بات ہے ہنومان جی بندر تھے۔ ناظرین ہم اس بات کو کس طرح سے مان سکتے ہیں جبکہ رامچندر جی نے رامائن میں ہنومان جی کو تمام علوم سے ماہر اور وید شاستروں کے جاننے والا پنڈت قرار دیا ہے بھلا کبھی حیوان بھی وید شاستر پڑھ سکتا ہے دراصل یہ بانر یعنے بن کے راجہ تھے جاہلوں نے انکو بندر سمجھ کر اُن کے پیچھے دُم بھی لگا دی۔ وہ بندر نہیں تھے بلکہ نوجوان اور بہادر جنگی راجہ تھے کرشن جی کو چور یار بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ۱۶ ہزار گوپیوں سے خراب ہوتے اور مکھن چرا چرا کر کھاتے رہے۔ لیکن جب ہم مہابھارت اور اُن کی بنائی ہوئی گیتا دیکھتے ہیں تو تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں اور اُن کو بڑا یوگی اور دھرماتما راجہ ماننا پڑتا ہے غرضیکہ اِن کتابوں میں بڑے بڑے رشیوں پر دوش لگائے گئے ہیں اور ہر طرح سے عیاشی کی ترغیب دی گئی ہے چونکہ ہم کو رحم آتا ہے جب ہم اپنے بھائیوں کو گمراہی کے سمندر میں ڈوبتا ہوا دیکھتے ہیں اور اس لیے ہمدردی سے اُن کی طرف راستی کی کشتی روانہ کرتے ہیں تاکہ وہ راستی کی کشتی پر سوار ہو کر گمراہی کے سمندر کو عبور کر سکیں۔

اسلام مت کھنڈن

اِن لوگوں کا زیادہ تر دارومدار قرآن شریف پر ہے جس کو وہ کلام الٰہی مانتے ہیں اور اُس پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کی بھی ورق گردانی کریں اور اسکو الہام کی اُس کسوٹی پر جو کہ کتاب کے شروع میں بیان کی گئی ہے رکھ کر امتحان کریں۔ اور دیکھیں کہ آیا قرآن شریف الہامی ہے یا کہ نہیں۔

(۱) یہ زبان عربی میں ہے جس سے مُلک عرب والوں کو پڑھنے میں آسانی اور دوسرے ملک

نوٹ: ۱ مفصل ثبوت دیکھو کتاب (کیا دروپدی کے پانچ خاوند تھے) ۲ مفصل دیکھو ہنومان چرتر۔

۳ مفصل دیکھو بھاگوت کھنڈن۔

والوں کو شکل ہوتی ہے اس سے ملک پر رعایت اور دوسروں پر سختی ہے جو کہ انصاف سے بعید ہے

(۳) اس میں مذہب اسلام کی طرفداری کی گئی ہے جیسا کہ (۱) تحقیق اللہ کی طرف سے دین اسلام ہے۔ (سیپارہ دوم سورت العمران آیت ۱۶) کیا اللہ مسلمانوں کا ہی ہے اوروں کا نہیں کیا تیرہ سو برس سے پہلے خدا کا مذہب تھا ہی نہیں (۲) اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر اُوپر اُن کے (سورت تحریم آیت ۸) دیکھیے مسلمانوں کے خدا کی کارسازی دوسرے مذہب والوں کے ساتھ لڑنے کے لیئے پیغمبر اور مسلمانوں کو بھڑکاتا ہے۔ کیا ایسا خدا فساد کی جڑ نہیں۔

(۳) یہ دنیا کے پیدا ہونیکے ساتھ ظاہر نہیں ہوئی بلکہ اسکو تصنیف ہوئے کوئی تیرہ سو برس ہوگئے ہیں

(۴) اس کا ایک حکم دوسرے حکم کو رد کرتا ہے جیسے سورت اعراف میں لکھا ہے کہ خداوند کریم نے زمین اور آسمان کو ۶ دن میں پیدا کیا اور عرش پر قرار پکڑا اور پھر سورت انعام میں لکھا ہے کہ خدا نے زمین و آسمان کو صرف کُن کہنے سے پیدا کر دیا۔ اے محمدی فاضلو ہم کس بات کو سچ جانیں۔ اور کس کو جھوٹ خدائی کلام اور اتنا اندھیر۔

(۵) پنجم قانونِ قدرت جو پرمیشور کا بنایا ہوا ہے اسکے برخلاف ہے جیسے کہ حضرت عیسٰے بغیر باپ کے پیدا ہوئے حضرت ابراہیم آگ سے صحیح سلامت نکل آئے۔ ناظرین ایشور کا قانون ہے کہ ماں باپ کی مجامعت سے حمل ٹھہر کر اولاد پیدا ہوتی ہے بھلا حضرت عیسٰے بغیر باپ کیسے پیدا ہوگئے۔ آگ کا خاصہ ہی جلانیکا ہے حضرت ابراہیم کس طرح آگ سے سلامت نکل آئے۔

(۶) علم جغرافیہ ہئیت کی رُو سے بھی جھوٹا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ (۱) رکھے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ زمین ہل جائے (سورت انبیار آیت ۲۱) یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پر اُس نے سورج کو کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا ہوا پایا (سورت کہف) اگر مصنف قرآن زمین وغیرہ کی گردش کو جانتا تو ایسا کبھی نہ لکھتا (۷) اس میں حضرت محمد صاحب پر ایمان لانیکی ترغیب ہے۔ جیسا کہ جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ (محمد) سے وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے اُوپر اُن کے ہاتھ کے (سورہ فتح)۔

(۸) عقل کو ترقی دینا تو ایک طرف اسمیں عقل کو دخل دینے کا بھی حکم نہیں ہرچہ شک آرد کافر گردد

(۹) اسمیں آدم حوّا۔ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت داؤد وغیرہ کے بہت قصّے ہیں۔

(۱۰) یہ تمام علوم کا کسی طرح منبع نہیں ہو سکتا جبکہ اس میں اس قدر قانون قدرت کے برخلاف باتیں ہیں اور علم ہندسہ و علم ہیئت وغیرہ کا تو اسمیں نام تک نہیں ہے۔

چونکہ قرآن مذکورہ شرطوں کے بالکل برخلاف ثابت ہوا اسلیئے وہ الہامی نہیں ہو سکتا۔ علاوہ قرآن میں خدا کو مکار لکھا ہے۔ مکر کرتے ہیں لوگ اور مکر کرتا ہے اللہ اور اللہ بڑھکر مکر کرنے والوں سے ہے۔ سورت انفال رکوع چہارم آیت ۲)۔

خدا جھوٹا ہے۔ سورت قلم آیت ۱۰ اسمیں لکھا ہے کہ جو کوئی قسم کھاتا ہے وہ جھوٹا ہے اور چونکہ خدا آسمان۔ ہوا گھوڑوں وغیرہ کی قرآن میں قسم کھاتا ہے اس لئے وہ جھوٹا ہوا۔

خدا اور شیطان برابر ہیں

شیطان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ جسے اللہ بہکاوے سو وہی ہے زیان میں (سورہ اعراف) شیطان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ شیطان نے تم لوگوں سے بہتوں کو گمراہ کیا (سورت یٰس) عجب حالت ہے طرفہ ماجرا ہے۔ خدا شیطان ہے اور شیطان خدا ہے کیا گمراہ دونوں نے جہان کو۔ لکھا قرآن میں یہ برملا + خدا سے ہے وہ بہکانے کو مامور۔ عجب شیطان دشمن بن رہا ہے ٭ خدا کے حکم کی کرتا ہے تعمیل ٭ خدا ہی سے شرارت کی بنا ہے + پڑھو آیات قرانی بخوبی ٭ نتیجہ مہنو سوچو کہ کیا ہے ٭ خدا کے واسطے یہ کفر چھوڑو ٭ عبث کیوں جان سے پیارا کیا ہے ٭ نہ ہم کہتے ہیں خود کہتا ہے قرآں ٭ خدا شیطاں ہے شیطاں خدا ہے +

اہل اسلام قرآن کے برخلاف بھی چلتے ہیں

(۱) قرآن میں لکھا ہے کہ سور مُردار اور لہو حرام ہے اس کے سوا سب حلال ہے اور قرآن میں تیسرے ناسخ ہیں ان کے بھی کھانے کی اجازت ہے مگر اہل اسلام مردار لہو اور سور کے گوشت کے سوا اکثر بلی چوہا گلہری وغیرہ بھی نہیں کھاتے اور قرآن کی تعلیم کے برخلاف چلتے ہیں (۲) اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں۔ پس مت پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو (سورت جن آیت ۱۸) قرآن کا حکم صاف ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے نام کے ساتھ کسی کا نام نہ لو مگر اہل اسلام کلمے میں محمد صاحب کا نام لیتے ہیں۔ (۳) تم جدھر منہ کرو اُدھر ہی منہ اللہ کا ہے مگر اہل اسلام کعبے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔

قرآن کی تعلیم ہے۔ اور تحقیق میں البتہ بخشنے والا ہوں و کے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیئے اچھے پھر ہدایت	توبہ سے گناہ معاف نہیں ہوتے

سیپارہ شانزدہم سورۃ پنجم آیت (۸۲)

توبہ سے گناہ بخشے جانے کی بابت جو قرآن میں لکھی ہے وہ سب کو گنہگار بنا
کیونکہ گنہگاروں کو اس سے گناہ کرنے کا حوصلہ ملتا ہے دراصل گناہ بغیر سزا
ہوتے جس طرح زنگ آلودہ لوہے کو آگ میں ڈالنے سے پاکولی اور خلی کرنے
ہوتا ہے اسی طرح سے آتماز نگ (گناہ) بغیر سزا کے دور نہیں ہو سکتا
ہیں کہ خدا رحیم ہے اس لیئے وہ گناہ معاف کر دیتا ہے اُن کا یہ گمان غ
وہ گناہ معاف کر دے تو بے انصاف ٹھہرتا ہے رحیم وہ اس طرح سے
ہمارے واسطے طرح طرح کی نعمتیں پیدا کی ہیں۔

بہشت۔ اُن کے بہشت کا حال دیکھو تو خدا ہی حافظ ہے۔ ہمارے نزد
اور رنڈی خانہ برابر ہے اس میں ہر ایک آدمی کو ستر ستر حوریں اور شراب کی
خیر مردوں کو تو ستر ستر حوریں ملینگی عورتوں کو کیا ملیگا۔ شاید ستر ستر مرد ملیں
بہشت پڑے۔ کب حق پرست زاہد ہے۔ جنت پرست ہے + حوروں پہ مرتا ہے
اسلام کیوں مبتلا ہے قرآن کا۔ تجھکو سودا ہوا ہے قرآن کا۔ تو اسی پر گھمنڈ ہے ما
اُڑتا ہے قرآن کا۔ مکر کرتا ہے اور فریب و دغا۔ خوب جعلی خدا ہے قرآن کا۔ آسما
بیچ زمین + فلسفہ کھل گیا ہے قرآن کا۔ چھین گئی قتل عام کی تلوار۔ زور مارا
ہے عدل دامن قیصر ہند۔ ترک کرنا روا ہے قرآن کا۔ دین گبر و یہود سے ابلیس
بنا ہے قرآن کا۔ خوف سے اسی کے خالق خیر۔ عرش پر جا بسا ہے قرآن کا
یہ روز تیر شہاب۔ وہ خدا مارتا ہے قرآن کا۔ دیکھ شیطاں کی شرارت۔ خاتمہ

نوٹ۔ دراصل خلا ہے اور جو یہ نیلگوں دکھائی دیتا ہے یہ پانی کے بخارات کا مجموعہ ہے اور
بھی ہماری زمین کی طرح خلا میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور سورج کے گرد گردش کرتے ہیں نیز